عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

حضرت حافظ سید عطاء المؤمن شاہ بخاری

جلد: ۳۷ | ۲۳ تا ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۲۲

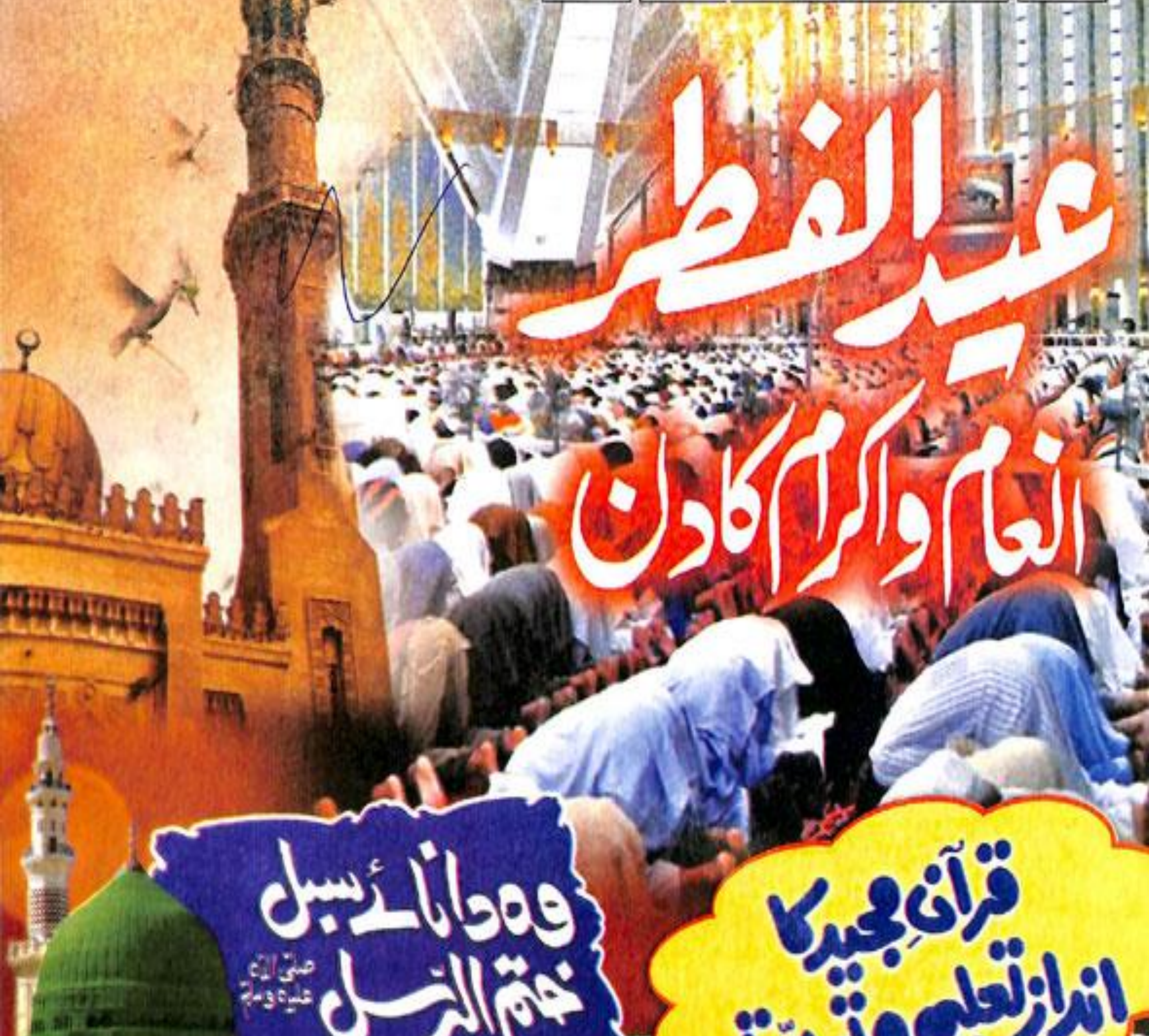

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بہن کا فلیٹ میں سے حصہ مانگنا شرعاً درست نہیں

س:... ایک ایسا حادثہ اور واقعہ پیش آیا کہ جس میں میرے شوہر کو اپنے دفتر میں کئی لاکھ جمع کروانے تھے، میرے شوہر کے پاس صرف ایک گھر تھا جس کو بیچ کر یہ رقم ادا کی گئی۔ لہٰذا اس گھر کو بیچا اور دفتر کو وہ رقم ادا کی۔ دفتر میں رقم جمع کروانے کے بعد میرے پاس اتنی رقم نہیں بچی تھی کہ میں فلیٹ خرید سکتی۔ میری بہن نے میری مدد کی اور جو رقم میرے پاس تھی اس میں پیسے ملا کر مجھے فلیٹ دلوا دیا۔ جب فلیٹ میرے نام ہوا تھا اس وقت یہ بات ہوئی ہی نہیں تھی کہ فلیٹ میں کسی قسم کا بھی حصہ ان کا ہے، اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جو فلیٹ کے کاغذات کی اصل فائل ان کے پاس موجود تھی وہ مجھے یہ کہہ کر واپس کی اور بھائی کے گھر ان کو گواہ بنا کر واپس کی کہ مجھے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے، ایک ایسی بیماری مجھے لاحق ہوگئی ہے جس سے شاید میری موت واقع ہو جائے۔ لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے لوگوں کی امانت واپس کردوں جو میرے پاس ہے۔ اس میں میری امانت فلیٹ کے کاغذات جو بینک کے لاکرز میں رکھے ہوئے تھے ہمیں واپس کئے۔

میرے شوہر کی نوکری چھوٹ گئی تھی، اس وجہ سے گھر کے حالات بہت مشکل میں رہے، لیکن اب اللہ کا شکر ہے کہ میرا بیٹا نوکری کے لائق ہوگیا ہے جس کی وجہ سے گھر کے حالات کچھ بہتر ہوگئے ہیں اور نیت یہ ہے کہ اب وہ رقم جو میری بہن نے ملائی تھی ان کو واپس کردیں، مگر ان کی نیت اب یہ ہے کہ مجھے پیسے نہیں، فلیٹ چاہئے شرعی طور پر بتائیں کہ اس فلیٹ کا مالک کون ہے، اور مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج:... صورتِ مسئولہ میں اگر واقعتاً آپ کی بات درست ہے کہ آپ کا اپنے لئے فلیٹ خریدنے پر آپ کی بہن نے مالی تعاون کیا اور انہوں نے رقم دیتے وقت کسی قسم کے اشتراک کی کوئی بات نہیں کی تو یہ رقم قرض شمار ہوگی اور آپ کے ذمہ قرض واپس کرنا لازم ہے۔ لہٰذا آپ کی بہن کا فلیٹ میں سے حصہ مانگنا شرعاً درست نہیں ہے، بلکہ ناجائز ہے۔ ہاں اپنے دیئے ہوئے قرض کی واپسی کا تقاضا اور مطالبہ کرسکتی ہیں۔ باقی جو مشکل وقت میں آپ کو قرض دے کر احسان کیا اس کا اجر وثواب وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پائیں گی۔

غیر مسلم کو سلام کرنا

س:...... اگر کوئی غیر مسلم ہو اور ہمیں پتہ ہو تو ملاقات کے وقت اُن کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں اور اگر سلام نہ کریں تو کس طرح بات شروع کریں؟ اور اگر پہلے وہ خود ہی سلام کردے تو کیا ہم کو جواب دینا چاہئے یا پھر کیا کریں؟

ج:...... غیر مسلم کو سلام کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ سلام ایک سلامتی کی دعا ہے اور وہ صرف مسلمان کے لئے ہی کی جاسکتی ہے، اگر کسی غیر مسلم سے ملاقات ہو تو بجائے سلام کرنے کے حال احوال معلوم کرسکتے ہیں یا گڈ مارننگ وغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں وعلیکم کہہ دیا جائے۔

اشارے سے سلام کرنا

س:...... ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا کیسا ہے، بغیر سلام کہے؟

ج:...... بغیر بولے صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا تو کوئی سلام نہیں ہے، بلکہ یہ تو اشارہ ہے اور ایک مسلمان کو تو سلام کرنے کا حکم ہے جس پر اجر وثواب ملتا ہے، اگر کسی وجہ سے آواز پہنچانا مشکل ہو تو زبان سے سلام کرکے اور ہاتھ سے اشارہ کرنا صحیح ہوگا منہ سے بولے بغیر صرف ہاتھ کا اشارہ کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۳ تا ۳۰؍رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍جون ۲۰۱۸ء شمارہ: ۲۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت حافظ سید عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قرآن مجید کا انداز تعلیم وتربیت	۸	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
وہ دانائے سُبل ختم الرسل ﷺ	۱۱	مولانا محمد حنیف جالندھری
مسائل اعتکاف (۲)	۱۷	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، امریکا
شب قدر..... برکت والی رات	۲۰	افضال ریحان
رمضان المبارک کا آخری عشرہ	۲۱	سید ابرار علی
عید الفطر... انعام واکرام کا دن	۲۳	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۲۳)	۲۷	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

جہاد فی سبیل اللہ و شہادت

حدیث قدسی ۱۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے میرے گھر آ کر میری زیارت کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد یا بیت المقدس میں آ کر میری زیارت کی اور مر گیا تو وہ شہید مرا۔ (دیلمی)

بیت اللہ، مسجد نبوی اور بیت المقدس جانے والوں کے لئے یہ بشارت ہے یعنی جو شخص اس سفر میں مر جائے گا، اس کو شہادت کا ثواب ہوگا۔

حدیث قدسی ۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص جنتیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے ابن آدم تو نے اپنے درجے اور مرتبہ کو کیسا پایا وہ عرض کرے گا: اے رب! مجھے بہترین مرتبہ دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنی تمنا ظاہر کر اور کچھ مانگ، وہ عرض کرے گا: اے رب! مجھ کو دنیا میں لوٹا دے تاکہ تیری راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جاؤں۔ اس کی یہ تمنا اس بنا پر ہوگی کہ وہ شہادت کے مدارج اور مراتب کو دیکھے گا۔ (مشکوٰۃ) شہداء کے مراتب کو دیکھ کر یہ خواہش کرے گا کہ بار بار اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

حدیث قدسی ۱۳: حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے حاضر ہوگا اور کہے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کس معاملہ میں تو نے اس کو قتل کیا تھا؟ یہ عرض کرے گا: میرا مقصد اس قتل سے تیری عزت کا بلند کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے لئے ہے۔ ایک اور شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا: الٰہی! اس نے مجھ کو قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اسے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ یہ عرض کرے گا فلاں شخص کی عزت کے تحفظ کے لئے قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ اُس کے لئے ہے، پس یہ قاتل گناہ کے ساتھ لوٹایا جائے گا۔ (نعیم بن حماد)

مطلب یہ ہے کہ جو قتل اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے کیا جائے گا وہ تو جہاد میں شمار ہوگا، باقی قتل گناہ اور عذاب کا سبب ہوں گے، جس طرح عبادات میں سب سے پہلے نماز سے سوال ہوگا، اسی طرح معاملات میں سب سے پہلے خون سے سوال ہوگا۔

تنہا نماز پڑھنے کا طریقہ

(گزشتہ سے پیوستہ) کوئی اور قرآنی دعا بھی پڑھ سکتے ہیں: مثلاً:

"ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" اس کے بعد سیدھی طرف گردن گھماتے ہوئے "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہیں، پھر الٹی طرف گردن گھماتے ہوئے "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" کہیں۔ (اس طرح آپ کی نماز مکمل ہوگئی)۔

نوٹ: (۱) اگر آپ کی تین رکعات یا چار رکعات والی نماز فرض ہے تو اس تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف (تسمیہ) بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ پڑھیں، اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت نہ ملائیں (اگر بھول کر کوئی سورت پڑھ لی جائے تو نماز میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی سجدۂ سہو کرنا پڑتا ہے)۔ (۲) اگر آپ کی تین یا چار رکعات والی نماز سنت یا نفل یا واجب ہے تو تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ملائیں یہ واجب ہے۔ (۳) اگر چار رکعات والی سنت موکدہ نماز پڑھ رہے ہیں تو پہلے قعدہ کے بعد پوری التحیات پڑھ کر فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں اور بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھیں۔ (۴) اگر آپ چار رکعات والی سنت غیر موکدہ یا نفل نماز پڑھ رہے ہیں تو قعدہ اولیٰ میں مناسب یہ ہے کہ پوری التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھیں اور بغیر سلام پھیرے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد پہلے پوری سبحٰنک اللّٰھم پھر پوری اعوذ باللہ پھر پوری بسم اللہ، پھر سورۂ فاتحہ اور پھر کوئی سورت پڑھیں۔ (۵) تین رکعات والی نماز یا تو مغرب کے فرض ہیں یا رات کے وتر ہیں جو کہ ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی سنت یا فرض یا نفل نماز نہ تین رکعات والی ہوتی ہے اور نہ ہی ایک رکعت والی کوئی نماز ہے۔ (۶) اگر آپ رات کے وتر پڑھ رہے ہیں (جو کہ واجب ہیں اور ان کا چھوڑنا ناجائز اور حرام ہے اور چھوٹے ہوئے وتروں کی زندگی میں قضا ضروری ہے زندگی کے بعد فدیہ ہے) تو قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں، بسم اللہ پڑھیں، سورۂ فاتحہ پڑھیں، اس کے ساتھ کوئی سورت ملائیں، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر پھر دوبارہ ناف کے نیچے باندھ لیں اور دعائے قنوت پڑھیں۔

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ

امیر شریعتؒ کی خطابت کی یادگار

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

۲۲؍اپریل ۲۰۱۸ء صبح ڈیڑھ بجے حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری ملتان میں وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے چار صاحبزادے تھے: مولانا حافظ سیّد عطاء المنعم شاہ بخاری، مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ بخاری، حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری، حضرت حافظ پیر جی عطاء المہیمن شاہ بخاری۔ مقدم الذکر دونوں صاحبزادوں کا یکے بعد دیگرے وصال ہوا اور اب حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری کا بھی وصال ہوگیا۔ پیر جی سیّد حافظ عطاء المہیمن شاہ بخاری زندہ سلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا صحت والا سایہ تادیر سلامت باکرامت رکھیں۔

سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ ۱۹۴۱ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد اپنے خاندان کے ہمراہ پہلے مظفرگڑھ کے قصبہ خان گڑھ پھر ملتان ٹبی شیر خان میں رہائش اختیار کی۔ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری خانقاہ کندیاں شریف ضلع میانوالی کے دوسرے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری المعروف حضرت ثانیؒ کے دور میں خانقاہ سراجیہ میں پڑھتے رہے۔ حضرت امیر شریعتؒ نے جب ان کو خانقاہ سراجیہ حضرت ثانیؒ کے پاس روانہ کیا تو ایک والا نامہ بھی تحریر کیا، جس کا حضرت حافظ صاحبزادہ محمد عابد مرحوم ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ان کو ملتان سے خانقاہ سراجیہ لے کر حضرت مولانا محمد لیٰسین صاحب گئے تھے۔ حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری نے اس زمانہ میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ سے پڑھنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ آپ قاسم العلوم ملتان، جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں بھی پڑھتے رہے، دیگر دینی اداروں سے بھی کسب فیض کیا، لیکن دورۂ حدیث شریف نہ کر پائے۔ البتہ دنیاوی تعلیم میٹرک اور ادیب اردو تک حاصل کی۔

حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے اور قرآن مجید کی تلاوت میں اس وقت حضرت امیر شریعتؒ کی روایات کے امین تھے۔ ان کی تلاوت اپنے والد مرحوم کی تلاوت کا پرتو لئے ہوئے تھی۔ اس وقت حضرت امیر شریعتؒ کے خاندان میں خطابت وتلاوت، مقام ومنصب کے لحاظ سے حضرت امیر شریعتؒ کے صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ ان کے وصال سے حضرت امیر شریعتؒ کی خطابت کی یادگار سے زمانہ محروم ہوگیا۔

حضرت حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری مطالعہ کے صرف شوقین ہی نہیں بلکہ حریص تھے۔ مطالعہ ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا، کتاب سے رشتہ آخر وقت تک ان کا قائم رہا۔ بلا مبالغہ وہ ہر موضوع پر گھنٹوں بلا تکان گفتگو کرنے پر قادر تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے وہ عاشق زار تھے، ان کی شخصیت پر انہوں نے اتنا پڑھا کہ شاید

ان پر پی ایچ ڈی کرنے والوں نے اتنا نہ پڑھا ہوگا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ پر جتنا وہ پڑھتے گئے ان کی خوبیوں کو اپنے اندر سموتے بھی گئے۔ اس وقت ہمارے خطہ میں وہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سب سے بڑے وکیل تھے۔

حضرت حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری کی کوئی تقریر گھنٹوں سے کم نہ ہوتی تھی۔ تین تین، چار چار گھنٹے گفتگو کرنا توان کا خاصہ تھا، دن میں کئی بیان ہوتے تو ہر بیان اتنا دورانیہ لئے ہوتا تھا۔ طویل تقریر کرنے میں اس وقت پورے ملک میں دو خطیب ٹاپ پر شمار کئے جاتے ہیں: ایک عالمی مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد طارق جمیل دامت برکاتہم اور دوسرے حضرت حافظ سید عطاء المؤمن شاہ بخاری، لیکن موخرالذکر کو کریڈٹ جاتا ہے کہ ان کی تمام تقاریر طویل ہوتی تھیں، جبکہ مقدم الذکر کی تقاریر موقع محل کے اعتبار سے طوالت واختصار دونوں کی حامل ہوتی ہیں۔

حافظ مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک زبردست خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بھرپور محنتی انسان تھے، جس کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتے جان جوکھوں میں ڈال کر اس کے لئے سراپا تحریک بن جاتے۔ انہوں نے اپنے مسلک کے اتحاد کے لئے بارہا کامیاب کوششیں کیں اور ایسے بھرپور نمائندہ اجتماع منعقد کئے کہ پورے ملک کی دینی قیادت کو ایک اسٹیج پر لا بٹھایا۔

مجلس علماء اسلام بھی قائم کی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اس کے امیر اور حضرت شاہ صاحب اس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ اس کا ترجمان ایک ماہوار رسالہ بھی جاری کیا اور خوب پورے ملک میں ایک سماں قائم کردیا۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم کے متعلق ہے کہ وہ تحریک اٹھانے کے ماہر تھے، لیکن جب وہ تحریک اٹھا چکیں تو ان کو اس تحریک کا صرف سرپرست بنادیا جائے۔

یہی بات ہمارے حضرت حافظ عطاء المؤمن شاہ بخاری کے متعلق بھی کہی جاسکتی ہے، لیکن وہ تحریک میں خود اتنے منہمک ہوجاتے کہ تمام امور اپنے ذمہ لے لیتے۔ ظاہر ہے کہ تمام خوبیوں اور صلاحیتوں کے باوجود جب تک ٹیم ورک نہ ہو تو بیل کم ہی منڈھے چڑھتی ہے، لیکن حضرت حافظ عطاء المؤمن شاہ صاحب ہار ماننے والے نہ تھے۔ ایک کام کا آغاز کیا، چلنا شروع ہوا، تھک گئے، کام مضمحل ہوا، آپ ستائے، پھر اللہ کا نام لے کر نکل کھڑے ہوئے، آپ کے طریق کار یا رائے سے اختلاف ممکن ہے، لیکن آپ کی محنت، جانسپاری اور اخلاص میں کسی کو بھی اختلاف نہ ہوگا۔

بہت کم دوستوں کو معلوم ہوگا کہ وہ بیماری، ضعف، کمزوری کے باوجود جس ہمت سے آگے بڑھے اور پہاڑوں کے سینوں میں شگاف ڈالنے والی محنت شاقہ سے کام لیا وہ صرف آپ کا ہی حصہ ہے۔ حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری اس وقت مجلس احرار اسلام کے امیر، قائد اور میر کارواں تھے۔ انہوں نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، حضرت امیر شریعتؒ، چوہدری افضل حقؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا عبیداللہ احرارؒ اور مولانا حافظ سیّد عطاء المنعم شاہ بخاریؒ کے بعد جس طرح علم احرار کو چہار سو عالم میں لہرایا ہے اس پر آپ کو خراج تحسین پیش نہ کرنا تاریخ سے زیادتی ہوگی۔ مولانا حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

مجھے برادر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سنایا کہ حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری ایک بار مخدوم پور حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ صاحب سے ملنے گئے، سید محمد امین شاہ صاحب نے ملتے ہی پہلا سوال کیا کہ یزیدی یا حسینی؟ حافظ سیّد عطاءُ المؤمن شاہ بخاری نے فی البدیہہ فرمایا: یزید زیادہ سے زیادہ تاریخ کا حصہ ہے جبکہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ تو ایمان کا حصہ ہیں۔ یہ سنتے ہی سیّد محمد امین شاہ صاحب کی طبیعت گل شگفتہ ہوگئی، اب یہ باتیں صرف یادیں ہی رہ گئی ہیں۔

فقیر راقم کو حضرت حافظ سیّد عطاء المؤمن شاہ بخاری کے ساتھ کام کرنے کے بعض مواقع پیش آئے، وہ بھرپور انسان تھے، خود اتنے ٹھوس تھے کہ کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے اور نہ کسی کو خاطر میں لاتے تھے، لیکن جو ان کے مزاج کو سمجھ گیا وہ محبتوں سے مالا مال ہوجاتا، وہ جہاں قہر ذوالجلال کا پرتو تھے وہاں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا بھی مظہر تھے۔

موصوف موقف کے اتنے پکے تھے کہ ذرا برابر اس میں لچک نہ دکھاتے تھے۔ زمانہ کو موقف کی مضبوطی راس نہ آئی، ورنہ وہ یوں اپنے، پرائیوں کے ہاتھوں بے قدری کا شکار نہ ہوتے۔ خدا لگتی پورے ملک میں اس دور میں جس طرح انہوں نے نغمہ بخاری میں رنگ بھرا وہ صرف اور صرف آپ کا ہی امتیازی وصف تھا۔ متعدد بار جیلوں میں گئے، مقدمات سے واسطہ پڑا، مصائب سے سامنا ہوا، لیکن ہر بار ان کی شخصیت کی توانائی میں چند در چند نکھار آ جاتا۔

آپ کافی عرصہ سے صاحب فراش تھے، راقم کی کم نصیبی کہ عیادت کے لئے حاضر نہ ہو سکا۔ دراصل ایک آدھ میٹنگ میں اختلاف رائے میں فقیر حدود کو پھلانگ گیا، جس کا نہ صرف قلق تھا بلکہ شرمسار بھی تھا کہ اب کس منہ سے ان کا سامنا کروں گا؟ یہ احساس ملنے میں مانع رہا، ورنہ یہ تو یقین تھا کہ وہ اتنے بڑے آدمی تھے کہ دیکھتے ہی سینے سے لگاتے، لیکن اب تو احساس محرومی کا ایصال ثواب کے ذریعہ ہی مداوا ہو سکتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر وقت دل و دماغ اور تمام تر فکری و عملی صلاحیتوں کے ساتھ ان کو حاضر باش پایا، جہاں کہیں ضرورت ہوتی ایک بار کی درخواست پر ایسے تیار ہو جاتے کہ جیسے پہلے سے اس کام کے لئے منتظر ہوں۔ تمام اے پی سی کے اجلاسوں میں ان کی تشریف آوری ختم نبوت کانفرنسوں میں ان کی گھن گھرج، تلاطم و جوار بھاٹا کا جب تصور آتا ہے تو یادداشتوں کا ایک طویل سلسلہ ذہن کی اسکرین پر نمودار ہو جاتا ہے۔ اسی پر بس کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ صبح نور کے تڑکے وصال ہوا، اسی روز مغرب کے بعد ملتان میں آپ کے اکلوتے صاحبزادے و جانشین حافظ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث نے جنازہ پڑھایا۔ باقر شاہ قبرستان میں اپنے گرامی قدر والد مرحوم کے پہلو میں ان کی بے قراری کو قرار آ گیا۔ کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام۔

مولانا مشرف علی تھانویؒ:

مولانا مشرف علی تھانوی ۳۰/ اپریل ۲۰۱۸ کو مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مشرف علی تھانوی بڑی نسبتوں کے حامل تھے۔ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نواسہ اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے، تھانہ بھون میں آپ پیدا ہوئے، تقسیم کے بعد لاہور میں اپنے والدین کے ہمراہ آ گئے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا، اقبال ٹاؤن کامران بلاک میں دارالعلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے مہتمم قرار پائے۔ اب عرصہ سے اس کے شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز تھے۔

آپ کو علماء کرام کے حلقہ میں بھرپور احترام کا مقام حاصل تھا۔ پاکستان کے مدارس کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے آپ ناظم بیت المال تھے۔ آپ کے اہتمام میں جس سرعت کے ساتھ دارالعلوم الاسلامیہ نے ترقی کے مراحل طے کئے، وہ آپ کی بھرپور صلاحیتوں کا زندہ جاوید ثبوت ہیں۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد اس وقت اندرون و بیرون ملک خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ جہاں حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے شاگرد رشید تھے، وہاں آپ ان کے نسبتی بیٹے بھی تھے۔ غرض حضرت تھانویؒ سے لے کر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مفتی جمیل احمد تھانویؒ تک بڑے بڑے حضرات کی نسبتوں کے امین تھے، حق تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لیا، تمام دینی کاموں میں صف اول میں رہے۔

اس وقت حضرت تھانویؒ کے حلقہ کے مشائخ کی تنظیم صیانۃ المسلمین کے رفیع مقام پر فائز تھے۔ زہے نصیب کہ عمرہ کے لئے اپنے عزیزوں کے ہمراہ حجاز مقدس حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں اجل نے آن لیا۔ جنت البقیع کی دھرتی نے اپنے دامن عافیت میں لے لیا، جنم تھانہ بھون کا، قیام پاکستان اور آخری آرام مدینہ منورہ کا نصیب ہو گیا۔ نصیب والے لوگ قابل رشک ہوتے ہیں اور یقیناً مولانا مشرف علی تھانویؒ بھی ایسے ہی لوگوں میں شامل تھے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

قرآن مجید کا اندازِ تعلیم وتربیت

مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی

آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے آغاز سے قبل کی چالیس سالہ زندگی میں بھی جو آسمانی پیغام وقرآنی احکام آنے سے قبل کی زندگی تھی، ایسے حالات سے گزارا گیا کہ ان کے اثر سے آپ نبوت کے مشکل ترین کام کی ذمہ داری سنبھالنے اور اس کا حق ادا کرنے کے لائق بن گئے اور اس کو اس کے لائق انجام دینے کی صلاحیت آپ میں پیدا ہوگئی، وحی کے آغاز سے قبل کی آپ کی اس چالیس سالہ مدت پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ کسی انسان کو بہتر سے بہتر انسان بنانے میں جو حالات کارفرما ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے مقدر فرمائے تھے، یتیمی سے گزارا گیا، جس میں عام طور پر یتیم کو ماں باپ جیسے محبت اور خیرخواہی کرنے والے سے محرومی اور یتیم ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی بے اعتنائی کو دیکھ کر شکستہ دلی، مایوسی اور احساس کمتری پیدا ہوجاتی ہے جو یتیم کے اخلاق و کردار پر اثر انداز ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر ماں باپ جیسا کوئی ہمدرد سرپرست مل جائے تو شکستہ دلی اور مایوسی کے بجائے خوداعتمادی اور صبر و برداشت کی صفت پیدا ہوتی ہے، اور یہ بات آپ کو حاصل ہوئی، اس کے ساتھ قریش اور خاص طور پر بنو ہاشم جیسے گھرانے میں ہونے کی بناپر آپ کی شخصیت کو اعلیٰ اقدار کی حامل بننے اور خوداعتمادی پیدا ہونے کا فائدہ حاصل ہوا اور اسی کی بناپر آپ کو معاشرہ میں قدردانی اور حسن ظن کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا اور سب آپؐ کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر آپ کو صادق اور امین کہنے لگے، جو کسی دوسرے کو نہیں کہتے تھے، صادق سے مراد قول و عمل کی مطابقت اور جیسا کرنا مناسب ہے ویسا کرنا، یہی صدق کے معنی ہیں آپ کو صادق کہا گیا، جس سے آپ کی زندگی میں قول وفعل کی مطابقت اور عمل کا بہتر سے بہتر طریقہ پر ہونا مراد ہے اور امین سے مراد حقوق اور ذمہ داریوں کی صحیح ادائیگی ہے، آپ کو سب نے امین کہا کیونکہ آپ میں یہ خصوصی صفت دیکھی، آپ کے معاشرہ میں تعلیم وتعلم کا رواجی طریقہ نہیں تھا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کی طبیعت اور ذہن کی تشکیل اساتذہ اور نصابِ تعلیم کے ان اثرات کے تحت نہیں ہوئی، جو نصابِ تعلیم کے مضامین اور پڑھانے والوں کے مخصوص خیالات اور افکار کے حامل ہوتے ہیں وہ نہ ہونے سے آپ کی شخصیت کی تشکیل فطری دائرہ میں بلند خاندانی قدروں کے تحت ہوئی، کسی استاد کے خیالات کا یا انسانوں کے اختیار کردہ تعلیمی وتربیتی نظام سے اثر لینے سے آپ کو سابقہ نہیں پڑا، آپ کی تربیت اور اخلاق وصفات کی تشکیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ مذکورہ بالا سادہ اور اچھے حالات میں ہوئی، جیسا کہ سورۃ الضحیٰ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

آپ کا معاشرہ فطرت انسانی کی بناپر اپنی اصلی صورت کا حامل معاشرہ تھا، وہ اُمّی عربوں کا معاشرہ تھا، جس پر کسی تعلیمی طریقہ یا کسی تمدن کا اثر نہیں پڑا تھا، کیونکہ ان میں تعلیم کا رواج نہیں ہوا تھا اور باہر کی تمدنی دنیا سے عموماً کٹے ہوئے تھے، قبائلی طرز زندگی نے ان کے خاندانوں کو محدود بستیوں میں محدود کررکھا تھا اور ان میں قریش مکہ کا اپنا مخصوص اور عربوں میں امتیازی حیثیت رکھنے والا معاشرہ تھا اور پورے عرب میں اس کا امتیاز تسلیم کیا جاتا تھا، اس معاشرہ کو کعبۃ اللہ کے خادم ہونے کی بناپر بھی اچھا معاشرہ بننے کا موقع ملا تھا، اس معاشرہ میں آپ نے چالیس سال بہت پاکیزہ اور اچھے کردار کے ساتھ گزارے، پھر نبوت

سانحۂ ارتحال

نواب شاہ (قاری عبداللہ فیض) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مخلص ساتھی حاجی محمد رفیق قائم خانی کے جواں سال فرزند بھائی محمد یاسر قائم خانی کا بروز اتوار ۲۹؍اپریل ۲۰۱۸ء کو بقضائے الٰہی انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

مرحوم کی رہائش مورو میں تھی نماز جنازہ اور تدفین بھی مورو میں ہوئی۔ مبلغ ختم نبوت مولانا تجمل حسین، قاری محمد امجد مدنی، قاری نیاز احمد خان خلیلی اور بھائی شکیل احمد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور مولانا قاضی احسان احمد اور مقامی امیر مولانا محمد انیس نے تعزیت کی۔ مرحوم جماعت کے کاز اور بزرگوں سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ اللہ پاک مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین، تمام قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

کے لئے اختیار کیے جانے پر آپ کی رہنمائی اور مزید تربیت وحی الٰہی کے ذریعہ کی جانے لگی اس سے نبوت کے فرائض بطریق احسن انجام دینے اور اپنے ماحول پر اثر ڈالنے کی صلاحیت آپ میں بدرجہ اتم پیدا ہوگئی اور اس راہ میں پیش آنے والے حالات میں آپ کو حسب ضرورت ہدایات اور راہنمائی سے نوازا جاتا رہا، مختلف حالات میں جب بھی شخصی بنیاد پر آپ کو کوئی فکر یا تشویش پیش آتی تو وحی الٰہی کے ذریعے سے راہنمائی کردی جاتی اور تسکین کی راہ حاصل ہوجاتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا ابولہب نے باوجود آپ کے چچا ہونے کے آپ کے دعوت دین کے کام کے خلاف سخت محاذ قائم کرکے اور آپ کے ساتھ تکلیف دہ رویہ اختیار کرکے آپ کو بہت رنجیدہ کیا، اس نے اہانت آمیز اور تکلیف دہ لفظ استعمال کیا تبالک (تم ٹوٹ جاؤ، برباد ہوجاؤ) کہا، آپ کی تسکین کے لئے وحی کے ذریعہ نازل کی ہوئی آیات میں فرمایا گیا ہے کہ بربادی اور ٹوٹ پھوٹ تو ابولہب کے لئے ہے اور اس کی بیوی کے لئے ہے جو حقیر کام کرتی ہے، یہ دونوں چند روزہ زندگی کے بعد بڑی زندگی میں سخت عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے، یعنی وہ تو بے وقوفی کر رہا ہے اپنے کو تباہ کر رہا ہے، آپ کو متفکر ہونے کی ضرورت نہیں۔

”تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o“ (سورۂ لہب)

ترجمہ: ”ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہوجائے نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے، اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی۔“

اسی طرح جب آپ پر طنز وتعریض کی گئی کہ آپؐ کے نرینہ اولاد نہیں، جب کہ نرینہ اولاد کی اہمیت عربوں میں بہت زیادہ تھی، ان میں آپس میں لڑائیاں ہوتی تھیں، کسی خاندان میں لڑکے زیادہ ہوتے تھے تو اس کی جیت کے موقع زیادہ ہوتے تھے، جب آپ پر یہ طنز وتعریض کی گئی تو وحی الٰہی کے ذریعہ سے تسکین دی گئی کہ آپ کو اللہ نے آپ کی دوسری زندگی میں کوثر جیسی عظیم نعمت عطا کی ہے، آپ اپنے رب کی عبادت نماز کو ادا کرتے رہیے اور اللہ کے نام پر قربانی کیجئے، آپ کا بُرا چاہنے والے کا سلسلہ قائم نہیں رہے گا یعنی لڑکے کے ذریعہ آئندہ سلسلہ چلتا ہے آپ کا سلسلہ لڑکے کے بغیر بہت اعلیٰ حیثیت سے چلے گا اور آپ کا بُرا چاہنے والے کا آگے سلسلہ ختم ہوجائے گا۔

”اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ o“ (سورۂ کوثر)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے سو ان نعمتوں کے شکریہ میں آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے، بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔“

یہ تو بعض چھوٹی سورتوں کی مثالیں ہیں، ان سے علاوہ بعض بڑی بڑی سورتیں بھی آپ کی تسکین و تقویت کے لئے نازل فرمائی گئیں، مثلاً سورۂ قصص جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا کہ بچپنے میں ان کو ایسے حالات درپیش تھے کہ وہ قتل کردیے جاتے، لیکن اللہ نے ان کو بچایا، وہ غیروں اور دشمنوں میں پلے اور اللہ نے ان غیروں اور دشمنوں کو ہی ان کی حفاظت کا ذریعہ بنادیا اور ان کو محفوظ رکھا، پھر وہ غریب الوطنی پر مجبور ہوئے، وہاں بھی اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور پھر ان کو نبی بنایا اور نبوت کی وجہ سے بادشاہ وقت جو ان کا سخت دشمن تھا، اس سے سابقہ پڑا، لیکن برابر اللہ آپ کو بچاتا رہا اور آخر میں دشمنوں کو اللہ نے تباہ وبرباد کردیا، یہ واقعات آپ کو پیش آنے والے واقعات سے بڑی مشابہت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے تذکرہ سے آپ کی تقویت کا سامان ہوتا ہے اور اسی طرح سورۂ یوسف نازل فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپنے میں ہی مار ڈالنے پر ان کے بھائی تل گئے لیکن اللہ نے ان کو بچایا اور پھر بڑے سخت حالات میں غیروں کے ماتحت ذلت آمیز حالات سے گزرنا پڑا، اللہ تعالیٰ نے ان کو خطرات سے بچایا، آخر میں ان کی عزت کے اسباب پیدا کئے اور ایسی عزت عطا فرمائی کہ وہ ایک طرف بادشاہ کے نائب بنے اور دوسری طرف ان کو نبوت عطا

ختم نبوت کانفرنس، بصیرپور

اوکاڑہ... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اوکاڑہ کے زیراہتمام ۲۴رشعبان کو ختم نبوت کانفرنس بصیرپور شہر مدرسہ جامعہ حنفیہ میں حضرت مولانا مشتاق احمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول مقبول ہوئی۔ مولانا محمد حسن صاحب نے نقابت اور ختم نبوت کانفرنس کی غرض وغایت بیان کی۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ ختم نبوت ضلع بہاولنگر اور مبلغ ختم نبوت ضلع اوکاڑہ مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی تردید میں بیان ہوئے۔ مولانا زبیر احمد فہیم جامع مسجد مدنی بصیرپور کے خطیب کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کے سامعین کا کھانے سے اکرام کیا گیا، پنڈال بینروں سے سجا ہوا تھا۔ اس موقع پر لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

ہوئی اور یہ دوہری عزت ملی، اس پر انہوں نے اپنے تاثر کا اظہار کیا کہ جو احتیاط کی زندگی گزارتا ہے اور مشکلات کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے، ایسے اچھے لوگوں کے اجر کو اللہ ضائع نہیں کرتا: ’’انہ من یتق ویصبر فان اللّٰہ لایضیع اجر المحسنین۔‘‘

مشکل حالات میں تسکین کی مذکورہ بالا آیات کے علاوہ آپ کو دشمنوں پر کامیابی حاصل ہونے کے حالات میں جو اجتماعی اور نفسیاتی کیفیات پیدا ہوتیں، ان میں بھی آپ کی رہنمائی وحی کے ذریعہ سے کی جاتی تھی کہ جن سے ایک طرف خود کو رہنمائی ملتی اور بطور مزید آپ کے ماننے والے اور اصحاب کی بھی تربیت ہوتی تھی۔ اس طرح قرآن مجید اور آپ کی سیرت ایک دوسرے کا آئینہ بن گئے، اسی کی طرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی سیرت واخلاق قرآن میں ملتے ہیں۔

آسمانی رہنمائی کے اس طریقہ سے وہ اعلیٰ معاشرہ قائم ہوا، جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، یہ صحابہ کرامؓ کا معاشرہ تھا جو اپنے نبی کی عقیدت اور محبت رکھنے کی بنا پر ان کی نظیر کو دیکھتے تھے اور ان کے عمل کو اپنے لئے قابل تقلید نمونہ سمجھتے تھے، وہ اسی قالب میں ڈھل گئے تھے جو قالب ان کے نبی کو پروردگار عالم کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، اس طریقہ سے وحی الٰہی سے صرف آپؐ ہی کی تربیت وتشکیل نہیں ہوئی بلکہ آپ کی وساطت سے آپؐ کے تمام اصحاب کی بھی ہوئی، جس کو قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان کیا گیا ہے، مثلاً:

’’إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌo وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌo وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌo‘‘ (الانفال:۷۲تا۷۴)

ترجمہ: ’’بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے کوئی تعلق میراث کا نہیں، جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تم پر واجب ہے کہ مدد کرنا، بجز اس کے کہ اس قوم کے مقابلہ میں ہو جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں، اگر یہ نہ کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے انہیں رہنے کی جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ تو ہیں پورے پورے مومن، ان کے لئے مغفرت اور معزز روزی ہے۔‘‘ ☆☆

جھنگ میں تقابل ادیانِ کورس

جھنگ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) مولانا غلام حسین مدظلہ ہمارے بزرگ رہنما ہیں۔ تقریباً ۳۵ سال سے تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو جھنگ میں سنبھالے ہوئے ہیں۔ آنجناب جامع مسجد سلطان والی اندرون ختم نبوت گیٹ جھنگ صدر میں امام وخطیب تھے۔ مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ سے کہلوایا کہ مولانا مسجد کے بجائے مجلس کا کام کریں تو موصوف ۱۹۸۴ء سے جھنگ میں مبلغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس دوران انہوں نے گوجرہ بائی پاس کے قریب بیگ کالونی میں جامع مسجد ابوبکر صدیق کی بنیاد رکھی۔ اب وہی ان کا مدرسہ ہے اور مجلس کا دفتر بھی مدرسہ میں قائم ہے۔

معہد الفقیر کے استاذ محترم مولانا مفتی صاحب نے آپ کے تعاون سے جامع مسجد ختم نبوت میں ’’تقابل ادیان کورس‘‘ رکھا، جس میں ہمارے حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کے نواسے مولانا عبدالحمید تونسوی زیدمجدہ، مولانا غلام حسین اور مفتی صاحب نے اسباق پڑھائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جواں سال فاضل مبلغ مولانا خبیب احمد سلمہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان پر لیکچر دیے۔ مولانا غلام حسین مدظلہ کے حکم پر راقم نے ۲۹ را پریل مغرب سے عشاء تک لیکچر دیا، لیکچر کا عنوان ’’علامات نبوت اور مرزا قادیانی‘‘ کے عنوان پر سوا گھنٹہ بیان کیا۔ کورس میں بتیس طلبا نے شرکت کی۔ اللہ پاک مولانا غلام حسین اور آپ کے رفقاء کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

وہ دانائے سُبل ختم الرسل ﷺ

مولانا محمد حنیف جالندھری، (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

عقیدہ ختم نبوت، مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نبوت کا سلسلہ آپ پر آکر ختم ہوگیا ہے، آپ کے بعد کوئی بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو کذاب اور جھوٹا سمجھا جائے گا، یہ اسلام کا ایک بے غبار اور غیر متنازعہ متفقہ عقیدہ ہے، اسی وجہ سے پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا، ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کی رو سے قادیانیوں کو اپنے عقیدے کی تشہیر سے روک دیا گیا، دین دشمن قوتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ختم نبوت کے عقیدے اور توہین رسالت کی سزا کے حوالے سے سازشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے بہت سے بدبخت، تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرکے جہاں اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں، وہاں مسلمانان عالم کو اذیت اور تکلیف پہنچاتے اور ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں...... آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے جس میں ہر آدمی جو چاہتا ہے، وہ کہہ دیتا اور لکھ دیتا ہے، ایک عرصے سے سوشل میڈیا پر انسانیت کے کئی مجرم بدبختوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کی شان میں گستاخی کو ایک اہم اور مشن کے طور پر اپنایا جس کا چند ماہ پہلے بجا طور پر اسلام آباد ہائی کورٹ نے نوٹس لیا، ختم نبوت کے حوالے سے کیس کی سماعت اسلام آباد ہائی کورٹ میں آج کل روزانہ کی بنیاد پر ہورہی ہے، اور کئی اہل علم عدالت کو علمی تعاون فراہم کررہے ہیں، ہم نے اس مضمون میں اس جرم کی سزا کی شرعی حیثیت اور دیگر جہتوں پر روشنی ڈالی ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے بالکل بجا فرمایا تھا:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اللہ جل شانہ نے وہ تمام انسانی بلند اوصاف و اخلاق جمع فرمادیے تھے جن پر "شرف انسانی" کی بنیاد قائم ہے اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے "وانک لعلیٰ خلق عظیم" کے بلیغ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں، ایک مسلمان کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپ کی سنت وسیرت اور زندگی گزارنے کی ایک ایک ادا، اس طرح قابل تقلید اور محبوب ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف اس کا اسلام اور ایمان نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے لئے عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ومحور ہیں اور ان ہی کے نام سے اس کی آبرو قائم ہے، وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ "آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است"... بلکہ اس کی عقیدت اور عقیدے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کی سیرت، کسی خاص ملت کا نہیں بلکہ وہ پوری انسانیت کا سرمایہ ہے، خود غیر مسلم مؤرخین نے جگہ جگہ اس کا اعتراف و اقرار کیا ہے، ان مؤرخین اور مصنفین کی ایک طویل فہرست ہے۔

یہاں صرف مشہور فرانسیسی مورخ "لامارتاں" کی تحریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، وہ اپنی مشہور کتاب "تاریخ ترکیہ" میں لکھتا ہے:

"دنیا میں کسی انسان نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے نہیں رکھا۔ یہ عظیم الشان نصب العین کیا تھا، خدا اور بندے کے درمیان توہمات کے پردے اٹھادینا، خدا کو انسان کے قلب میں رچا دینا، انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور صدہا باطل خداؤں کی بجائے خدا کا منزہ اور مقدس تصور پیش کرنا۔ آج تک کبھی کسی انسان نے اتنے بڑے کام کا بیڑا نہیں اٹھایا، جس کے وسائل اور ذرائع اس قدر محدود ہوں اور مقصد اتنا دشوار اور اس کی قدرت سے باہر ہو... نصب العین کی بلندی، وسائل کی کمی اور پھر نتائج ایسے درخشاں حاصل کرنا، اگر یہ کسی انسان کی غیر معمولی قابلیت کا معیار ہے تو کون ہے جو اس میدان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی دوسرے انسان کو پیش کرنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ دنیا کے اور بڑے بڑے انسانوں نے صرف اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں، وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کرسکے جو اکثر اوقات

خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہوکر رہ گئیں۔ لیکن اس انسان نے صرف جیوش وعساکر، مجالس قانون ساز، وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں ہی کو حرکت نہیں دی بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے قلوب کو بھی، جو اس زمانہ کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے ہیں، اور اس سے بھی زیادہ اس شخصیت نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب و مناسک، تصورات اور معتقدات بلکہ روحوں تک کو ہلادیا... اس نے ایسی قومیت کی بنیاد رکھی، جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک امت واحدہ پیدا کردی۔ یہ لافانی امت اور باطل خداؤں سے سرکشی اور تنفر اور ایک خدائے واحد کے لئے والہانہ عشق... اس نے تمام باطل خداؤں کی عبادت گاہوں کو ڈھادیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگادی... اس کی پاک زندگی، اس کی توہم پرستی کے خلاف جنگ، مکی دور میں طرح طرح کے مصائب کا حیرت انگیز استقلال اور صبر سے مقابلہ کرنا، پھر اس کی ہجرت اور دعوتِ رشد و ہدایت، خدا کی راہ میں غیر منقطع جہاد، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور ناساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیت خاطر، فتح وکامرانی میں تحمل وعفو، کسی سلطنت سازی کے لئے نہیں، بلکہ خالص خدائی مقاصد کی کامیابی کے واسطے اس کی شبانہ روز نمازیں، دعائیں، اپنے معبود سے راز ونیاز کی باتیں، اس کی حیات، اس کی رحلت اور بعد وفات اس کی مقبولیت یہ تمام حقائق کس قسم کی سیرت کی گواہی دیتے ہیں۔

عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن، سپہ سالار، نہ صرف اجسام بلکہ اذہان وقلوب پر غلبہ پانے والا، صحیح نظریہ حیات کو علی وجہ البصیرت قائم کرنے والا، بہت سی سلطنتوں اور ان سب پر آسمانی بادشاہی کا بانی... یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم... ان تمام معیاروں کو اپنے ساتھ لاؤ، جن سے انسان کی عظمت اور بلندی کو ناپا اور پرکھا جاسکتا ہے، اس کے بعد بتاؤ کہ کیا دنیا میں اس سے بزرگ تر اور کوئی انسان کبھی ہوا ہے؟"

(تاریخ ترکیہ:۱/۲۷۶)

عشق نبوی، جزو ایمان:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی مسلمان کی عقیدت ومحبت، بے حقیقت جذباتی نظریہ کی بنیاد پر نہیں، بلکہ یہ اس کے ایمان کا جز اور اس کے دین کا حصہ ہے، حضور ہی اس کی محبتوں کا محور اور اس کی تمناؤں کی آماج گاہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع اس کے سعی وعمل کے لئے نمونہ ومعیار ہے اور اسی میں اس کی ابدی سعادت کا راز مضمر ہے، قرآن کریم نے جگہ جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ." (التوبہ:۲۴)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، اگر تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (سزا دینے کے لئے) اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

ایک اور آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ" (الحشر:۷)

ترجمہ: "اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔"

ایک دوسری آیت میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے سر تسلیم خم کرنے کو مومنین کا شیوہ بتلاتے ہوئے کہا گیا:

"إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا" (النور:۵۱)

ترجمہ: "ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو وہ (ایمان والے) کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔"

ایک اور جگہ وضاحت کردی ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے اور حکم آنے کے بعد کسی مومن مرد، عورت کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اس کے برعکس من مانی کریں، ایسی صورت میں سوائے تعمیل حکم کے اس کے لئے کسی اور راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش نہیں، ارشاد ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا."

(سورۃ الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: ’’اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گمراہی میں جا پڑے گا۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔‘‘

ترجمہ: ’’تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ، اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم:۱۵، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم:۱۷۷)

عہد نبوی میں بے حرمتی کے واقعات:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بعض بدبختوں کی طرف سے گستاخی کا سلسلہ کوئی نیا نہیں، خود عہد نبوی میں دربار نبوت کی بے حرمتی کے واقعات پیش آئے اور آپ کی ناموس پر کٹ مرنے والی پاکیزہ ہستیوں نے ان دریدہ دہن بدبختوں کو اپنے انجام تک پہنچایا ہے:

☆:... ایک نابینا صحابی کی باندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ ایک رات اٹھے اور تلوار سے اس باندی کا پیٹ چاک کر کے اس کو قتل کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو فرمایا کہ اس کا خون ہدر اور رائیگاں ہے۔ (بلوغ المرام فی احادیث الاحکام، ص:۳۲۱)

☆:... کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجو یہ اشعار کہتا، حضرت محمد بن مسلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر جا کر اس ان کا کام تمام کیا...۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۰۳۷)

☆:... مدینہ منورہ میں ابوعفک نامی ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں ہجویہ نظم لکھی، حضرت سالم بن عمیرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر جا کر اسے قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام:۴/۳۸۲)

☆:... فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا، لیکن شاتم رسول ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی، اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا تھا اور اسی حالت میں اسے قتل کیا گیا، ابن خطل کی دو لونڈیوں کا خون بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رائیگاں قرار دیا تھا کیونکہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجویہ اشعار گایا کرتی تھیں۔ (الکامل لابن اثیر:۲/۹۶۱، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۳۰۵)

☆:... عصماء بنت مروان شاعرہ تھی اور قبیلہ بنو امیہ سے اس کا تعلق تھا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی، حضرت عمیر بن عدیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر جا کر اس کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام، جلد:۴، صفحہ:۳۸۲)

توہین رسالت کی سزا:

عہد نبوی کے ان واقعات سے ایک بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ ’’توہین رسالت‘‘ کا جرم ایسا نہیں جس سے چشم پوشی کی جائے یا اس سے درگزر کیا جائے، چنانچہ تمام ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ توہین رسالت کا مجرم واجب القتل ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

’’حاصل یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل کے درست ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔‘‘ (جلد:۳، صفحہ:۴۶)

فقہ حنفی کی مشہور شخصیت امام سرخسی رحمہ اللہ شاتم رسول کے قتل پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شتم کیا، آپ کی توہین کی، دینی یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا، آپ کی صفات میں کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب، ذمی ہو یا حربی، خواہ یہ شتم واہانت عمداً ہو یا سہواً، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق، وہ دائمی طور پر کافر ہوا، اس طرح پر کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے تو اس کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہوگی نہ عندالناس اور شریعت مطہرہ میں متاخر ومتقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے۔‘‘ (خلاصۃ الفتاویٰ:۴/۳۸۶)

تنقید اور توہین کا شوشہ:

بعض مغرب زدہ مسلمان دانشوروں نے ’’تنقید اور توہین‘‘ کا شوشہ چھوڑ کر اس بات پر جو زور دیا ہے کہ مسلمان کو تنقید اور توہین کا فرق ملحوظ رکھنا چاہئے، منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند ہے، انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں، منصب نبوت کی طرف کسی قسم کی انگشت نمائی یا تنقید ’’توہین رسالت‘‘ ہی کے زمرے میں آتی ہے، امت کے جلیل القدر علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہ دانشور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں مستشرقین کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا، علامہ تقی الدین سبکیؒ کی کتاب ’’السیف المسلول علی من سب الرسول‘‘ علامہ ابن الطلاع اندلسیؒ کی تالیف ’’اقضیۃ الرسول‘‘ مشہور حنفی عالم، علامہ زین العابدین شامیؒ کی ’’تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام‘‘ اور علامہ ابن تیمیہؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ’’الصارم المسلول علی شاتم الرسول‘‘ اس

موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنھوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔

چنانچہ جب اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کی عدالتیں دشمنوں کے دباؤ سے آزاد تھیں، تب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو مجرم موت کی سزا پا کر کیفر کردار تک پہنچ جاتا بلکہ نویں صدی کے وسط میں اندلس کے اندر ''شاتمین رسول'' نے ایک جماعت کی شکل اختیار کر لی تھی لیکن مسلمان قاضیوں نے کوئی نرمی نہیں برتی اور اس کیس کے ہر مجرم کو سزائے موت دی۔ یولوجیس نامی عیسائی اس گروہ کا سربراہ تھا اور اس کی سزائے موت کے ساتھ ہی مسلم ہسپانیہ میں اس بدبخت جماعت کا خاتمہ ہوا۔''

(تفصیل کے لئے دیکھئے، تاریخ ہسپانیہ:۱/۲۰۰)

گزشتہ دو تین صدیوں سے ''آزادی اظہار رائے'' کی جو مسموم ہوا یورپ میں چل پڑی ہے، اس ناقابل معافی جرم کو بھی وہ اس کے بھینٹ چڑھانے کی سعی کر رہی ہے، پاکستان میں قابل فہم طور پر ایک اسلامی ریاست ہونے کے ناطے ''توہین رسالت'' کی سزا موت ہے، مغربی ممالک نے اس قانون کے خلاف بڑا واویلا مچایا اور اسے ''آزادی'' کے خلاف قرار دے کر مختلف حکومتوں پر یہ قوتیں دباؤ ڈالتی رہیں لیکن الحمدللہ یہاں کی عوامی قوت کے خوف سے کوئی حکومت اب تک اس میں تبدیلی نہیں کر سکی ہے۔

مشہور بیورو کریٹ اور ادیب قدرت اللہ شہاب نے اس سلسلے میں مسلمانوں کے جذبات کا تجزیہ کرتے ہوئے کافی حد تک صحیح لکھا ہے کہ:

''رسول خدا کے متعلق اگر کوئی بدزبانی کرے تو لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے کی بازی لگا بیٹھتے ہیں، اس میں اچھے، نیم اچھے، بُرے مسلمان کی بالکل کوئی تخصیص نہیں، بلکہ تجزیہ تو اسی کا شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسالت پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا، ظاہری طور پر نہ تو وہ علم و فضل میں نمایاں تھے اور نہ زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے، ایک عام مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شان رسالت کے حق میں مضطرب ہوتا ہے، اس کی بنیاد عقیدہ سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے، خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔''

ایک عام مسلمان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت کا یہ عالم ہے کہ وہ ناموس رسالت پر کٹ مرنے کو اپنے لئے مایہ فخر سمجھتا ہے اور مولانا محمد علی جوہر کی ایمانی غیرت وحمیت کے یہ الفاظ تقریباً ہر مسلمان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں:

''جہاں تک خود میرا تعلق ہے، مجھے نہ قانون کی ضرورت ہے نہ عدالتوں کی حاجت، اگر کوئی ہندوستانی اس قدر شقی القلب ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے ان میں سب سے اشرف نبی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور باعثِ تکوین دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تقدس میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اس کا اتنا پاس بھی نہیں کرتا کہ اس برگزیدہ ہستی کی توہین کر کے میرے قلب کو چور چور کرنے سے احتراز کرے.... تو مجھ سے جہاں تک صبر ہو سکے گا، صبر کروں گا، جب صبر کا جام لبریز ہو جائے گا تو اٹھوں گا اور یا تو اس گندہ دل، گندہ دماغ، گندہ دہن کافر کی جان لے لوں گا یا اپنی جان اس کی کوشش میں کھو دوں گا۔'' (مولانا محمد علی جوہر، آپ بیتی اور فکری مقالات، صفحہ:۲۳۲)

جب کہیں مسلمان خود اقلیت میں ہو گئے یا مسلمانوں کی عدالتیں غیروں کے دباؤ میں آ گئیں اور وہاں توہین رسالت کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے انصاف کے راستوں میں رکاوٹیں پیش آنے لگیں، تب عام مسلمانوں نے کسی قانون اور عدالت کی پرواہ نہیں کی۔

آزادی اظہار رائے کی حدود:

جہاں تک آزادی یا آزادی اظہار رائے کا تعلق ہے تو دنیا کے کسی بھی دستور میں ''آزادی مطلق'' کا حق نہیں دیا گیا، یہاں سیکولر ہونے کے دعویدار چند معروف دستوروں کے حوالے دیئے جاتے ہیں:

سب سے پہلے فرانس کو لے لیں جہاں کے اخبارات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز خاکے شائع کئے ہیں اور اسے ''آزادی اظہار رائے'' کا اپنا حق قرار دیا ہے، اس کے آرٹیکل نمبر۱ میں کہا گیا ہے: ''انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد رہے گا اور سب کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے، لیکن سماجی حیثیت کا تعلق مفاد عامہ کے پیش نظر کیا جائے'' اور آرٹیکل نمبر۴ میں کہا گیا ہے: ''آزادی کا حق اس حد تک تسلیم کیا جائے گا جب تک کہ اس سے کسی دوسرے شخص کا حق متاثر یا مجروح نہ ہو اور ان حقوق کا تعین بھی قانون کے ذریعہ کیا جائے گا۔''

جرمنی کے آئین کے آرٹیکل نمبر۵ میں کہا گیا ہے: ''ہر شخص کو تحریر، تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہے۔'' مگر اس کے ذیلی آرٹیکل نمبر۲ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ حقوق شخصی عزت وتکریم کے دائروں میں رہتے ہوئے استعمال کئے جا سکیں گے۔

امریکی دستور میں بھی مطلق آزادی کا کوئی تصور نہیں، امریکن سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دستور میں ایسی تحریر اور تقریر کی اجازت نہیں جو عوام میں اشتعال انگیزی یا امن عامہ میں خلل اندازی کا سبب بنے یا اس سے اخلاقی بگاڑ پیدا ہو، ریاست کو آزادی سلب کرنے کا اختیار دیا گیا، اسی طرح آزادی مذہب کے نام پر توہین مسیح کے ارتکاب کو

ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (امریکن سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی تفصیل محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب ''ناموس رسالت اور توہین رسالت'' کے باب پنجم میں لکھی ہے)۔

یہی حال برطانیہ کا ہے، وہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا برطانیہ کی ملکہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں، وہاں ہائیڈ پارک میں ''اسپیکر کارنر'' کے نام سے ایک گوشہ مختص ہے جہاں مخصوص اوقات میں ہر شخص کو جو جی میں آئے کہنے یا بکنے کی چھوٹ دی گئی ہے، لیکن یہاں بھی کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے یا ملکہ کی شان میں گستاخی کرے۔

جب خود ان قوموں کے دساتیر میں ''آزادیٔ اظہار رائے'' کو مشروط کیا گیا کہ اس کی اسی وقت اجازت ہے جب وہ کسی کے حق اور جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ نہ بنے، ایسے میں قانونی حوالے سے اس کا جواز کیونکر ہوسکتا ہے کہ کائنات کی سب سے بزرگ ہستی کی توہین کی جائے، جو دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ بنتی ہے!!

حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت پر حملوں کے اس طرح کے افسوس ناک واقعات، عیسائی دنیا کی اس پرانی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہیں جو صدیوں سے قائم ہے اور قرب قیامت تک قائم رہے گی، پیغمبر اسلام اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ، ان کے متعصبانہ خمیر میں شامل ہے اور اس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے ادارے قائم کئے جن کے تحت ہزاروں افراد کام کر رہے ہیں، یہ لوگ صدیوں سے اسلام کے قلعے پر علمی، عملی اور سائنسی محاذوں سے حملہ آور ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اس قلعے میں شگاف پڑے، انہیں معلوم ہے کہ دین اسلام ہی ان کی ظاہری چمک دمک والی لیکن اندر سے کھوکھلی اور فرسودہ تہذیب کو کارزار حیات میں شکست و ریخت سے دوچار کر کے مٹا سکتا ہے کہ وہی ایک زندہ جاوید اور قیامت تک رہنے والا دین برحق ہے: ''یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔''

پاکستان میں توہین رسالت کے قانون سزا کا پس منظر:

پاکستان، اسلام کے نام پر بننے والا ملک ہے جس کی پہچان اور دنیا کے نقشے پر جس کے وجود میں آنے کا جواز اسلام اور اس کی تعلیمات کا عملی نفاذ تھا، برصغیر میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بڑی ایمان افروز تحریکیں چلی ہیں اور خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر جانیں قربان کرنے کی لہو رنگ تاریخ مرتب ہوئی ہے، عام مسلمانوں نے جب بھی دیکھا کہ توہین رسالت کے مجرم کو قانون گنجائش فراہم کر رہا ہے اور انصاف پر قانون کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے تب مسلمانوں نے انصاف خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہے، انہوں نے پھر کسی قانون، کسی ضابطے کی پرواہ نہیں کی۔ انیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں راجپال نامی بدبخت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مشتمل ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے لکھی تھی، انگریز کا قانون نافذ تھا، مسلمان بجا طور پر مشتعل تھے، دفعہ ۱۴۴ نافذ کردیا گیا تھا اور کسی قسم کے جلسے اور اجتماع کی اجازت نہیں تھی، اس موقع پر خطیب الہند، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے جو تقریر کی اس سے مسلمانوں کے جذبات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، انہوں نے فرمایا:

''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے، ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ سکتے، پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نااہل ہے اور ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکتا لیکن علمائے کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے، وقت آگیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے یہیں پرخچے اڑادیئے جائیں۔ میں دفعہ ۱۴۴ کو اپنے جوتے کی نوک تلے مسل کر بتادوں گا۔

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

راجپال کو غازی علم دین نے حملہ کرکے ٹھکانے لگایا اور یوں جس انصاف کو فراہم کرنے میں عدالت پس و پیش سے کام لیتی رہی، ایک عام مسلمان نے بڑھ کر قانون اپنے ہاتھ میں لیا اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

انگریز دور حکومت میں مجموعہ تعزیرات ہند نافذ تھا جس کے دفعہ ۲۹۵ میں مذہبی محترم شخصیات اور مقدس مقامات کی بے حرمتی اور توہین کی سزا زیادہ سے زیادہ دو سال قید اور جرمانہ تھی، پاکستان بننے کے بعد اس مجموعہ کو ضابطہ تعزیرات پاکستان کے طور پر تسلیم کرلیا گیا لیکن اس میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے جرم اور اس کی سزا شامل نہیں تھی۔ ۱۹۸۶ء میں تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ ''۲۹۵سی'' کا اضافہ کیا گیا جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مجرم کو عمر قید یا موت کی سزا مقرر کی گئی، ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ''عمر قید'' کی سزا کو غیر شرعی قرار دے کر منسوخ کردیا اور صرف موت کی سزا کو برقرار رکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

''جو شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ اشارتاً کنایتاً بہتان تراشی کرے، یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کرے، اسے سزائے موت دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

پروپیگنڈا مہم:

مغرب اور حقوق انسانی کی نام نہاد تنظیموں نے

اس قانون کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا اور مختلف حکومتوں پر اس میں ترمیم اور تخفیف کرنے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا رہا، بعض حکمران اس میں ترمیم کے لئے آمادہ بھی ہوئے لیکن عوامی طاقت کے خوف سے وہ اس میں تبدیلی نہیں کر سکے۔ اس سلسلے میں ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے علماء اور مخلص کارکنوں کا کردار قابل رشک رہا، انہوں نے جہاں کہیں، اس طرح کی سازش کی بو محسوس کی، عوام میں بیداری کے لئے ''ہشیار باش'' کی صدا لگائی اور لوگوں کو بروقت جگانے کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اس کے وقت، اس کے مال، اس کی فکر اور اس کی مساعی کا محور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ ہو، مبارک ہیں ایسے لوگ! اور قابل رشک ہیں ان کی زندگی کے لمحات!

حاصل گفتگو:

جہاں تک مغرب اور کفریہ طاقتوں سے دلائل کی روشنی میں مکالمے کا تعلق ہے، یہ بات اپنی جگہ بے غبار ہے کہ ان کا رویہ عناد اور دشمنی پر مبنی ہے اور ایک عناد اور کینہ رکھنے والا دشمن، دلائل سے کبھی متاثر نہیں ہوتا، اس کے پاس اگر طاقت ہوتی ہے تو دلائل کا ٹکسال بھی اس کا اپنا ہوتا ہے اور خیر وشر کے پیمانے بھی وہ خود بناتا اور بگاڑتا ہے... ہاں اہل اسلام کا یہ فریضہ ضرور ہے کہ وہ انسانیت کی ابدی صداقتوں کی روشنی میں حق اور حقیقت کو اجاگر کریں، خیر وشر اور نیکی اور بدی کے صحیح پیمانوں کا تعارف کرائیں اور داعیانہ اسلوب میں واضح کریں کہ کائنات کی مقدس ترین ہستی کی شان میں گستاخی صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے کا سبب نہیں بلکہ یہ اہانت آمیز رویہ اختیار کرنے والی ان قوموں کے لئے دنیا اور آخرت کی بربادی اور تباہی کا ذریعہ بھی ہے، قرآن کریم نے اپنے بلیغ اسلوب بیان میں جگہ جگہ اس کا ذکر کیا ہے، ارشاد ہے:

''وَلَقَدِ اسْتُهْزِءَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِئُوْنَ'' (الانعام:۱۰)

ترجمہ: ''اور بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں سے بھی ہنسی کرتے رہے، پھر گھیر لیا، ان ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے جس پر ہنسا کرتے تھے''، یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ استہزاء کرتے انبیاء ان کو عذاب سے ڈراتے لیکن وہ اس عذاب کا بھی تمسخر اڑاتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی عذاب میں مبتلا کیا، جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

اور آخر میں عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار پر مشتمل شاعر مشرق کا ایک لازوال قطعہ:

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو!
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

(بشکریہ ماہنامہ الخیر ملتان، مئی ۲۰۱۸ء)

مولانا قاری منظور الحقؒ حیدرآباد

مولانا قاری منظور الحقؒ بھی چل بسے، آپ لاوہ تلہ گنگ کے رہنے والے تھے۔ پڑھتے پڑھاتے حیدرآباد پہنچے۔ حیدرآباد کی ایک کالونی اور ٹاؤن لطیف آباد نمبرے کی ایک مسجد میں خطیب و امام مقرر ہوئے اور نصف صدی گزار دی۔ مسجد سے ملحق مدرسہ فاروقیہ قائم کیا اور اس کا انتظام وانصرام سنبھالے رکھا۔ آپ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے امیر رہے۔ تقریباً چالیس سال سے آپ کے ساتھ یاد اللہ وابستہ تھی۔ آپ حافظ آباد کی ''مسجد قدیم'' اور اس سے ملحقہ مدرسہ ''جامعہ اشرفیہ قرآنیہ'' کے مہتمم مولانا محمد الطافؒ کے قریبی عزیزوں اور ساتھیوں میں سے تھے۔ مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کی۔ اصلاحی تعلق مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال سے تھا بلکہ آپ ان کے مجاز تھے۔ بیمار ہوئے اور آبائی علاقہ میں آئے اور انتقال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے شیخ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ نے پڑھائی۔ تقریباً نصف صدی عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری اور قرآن پاک کی تعلیم عام کرتے ہوئے گزاری۔ فقیر منش انسان تھے، گزشتہ سال (۲۰۱۷ء) کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے آپ کے مدرسہ سے ملحقہ مسجد میں راقم کا درس رکھا۔ ملاقات میں بہت خوش ہوئے اور کافی دیر تک بزرگوں کے حالات و واقعات بیان کرتے رہے اور ضیافت کا انتظام بھی آپ نے ہی کیا ہوا تھا۔ یہ راقم سے آخری ملاقات تھی۔ ۴ رمئی ۲۰۱۸ء جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے حافظ آباد کی مسجد قدیم میں دیا۔ مولانا محمد الطافؒ کے جانشین مولانا احمد سعید اعوان نے آپ کی وفات کی خبر دی، بلکہ موصوف کی معیت و رفاقت میں ''بالاکسر'' تک سفر ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مسائل اعتکاف

گزشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (دارالعلوم ٹیکسس، امریکا)

جن مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے، وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی حدود کو متعین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدود مسجد کو اچھی طرح متعین کر لینا چاہئے۔

پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائے تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(احکام اعتکاف، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

معتکف کا غسل:

معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کر سکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشواری ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جا سکتا ہے۔ اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے، تو اس میں جا کر غسل کریں، لیکن اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ نہیں ہے، یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشواری ہے، تو اپنے گھر جا کر بھی غسل کر سکتے ہیں۔

غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، جمعہ کے لئے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے، جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹب میں بیٹھ کر نہا لیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل، ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے، ہاں! نفلی اعتکاف میں ایسا کر سکتے ہیں، اس صورت میں جتنی دیر غسل کے لئے باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

(الفتاوی الہندیہ ج:۱،ص:۲۱۳)

معتکف کا وضو:

۱:...... اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے، تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانہ تک جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود تو مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے، اگر ایسا انتظام مسجد میں موجود ہے، تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کرلیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲:...... لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور جگہ جانا جائز ہے۔ (شامی:2/445) اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لئے کیا جا رہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لئے۔

۳:...... جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے: ان میں وضو کے ساتھ مسواک، منجن یا پیسٹ سے دانت مانجھنا، صابن لگانا اور تولیہ سے اعضاء خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں، اور نہ ہی راستے میں رکنا جائز ہے۔ (الفتاوی الہندیہ ج:۱،ص:۲۱۳، بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۱۱۵)

اذان:

۱:......اگر کوئی مؤذن اعتکاف میں بیٹھا ہو، اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے، تو اس کے لئے باہر نکلنا جائز ہے، مگر اذان کے بعد باہر نہ ٹھہرے۔

۲:......اگر کوئی شخص باقاعدہ مؤذن تو نہیں ہے لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے، تو اس کے لئے بھی اذان کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے۔

(ردالمحتار،ج:۲،ص:۴۴۵)

نمازِ جمعہ:

۱:......بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے، جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو، تاکہ جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، مگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، تو اس میں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔

۲:......ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا بھی جائز ہے، لیکن اس غرض کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد وہ چار رکعت سنت ادا کرے گا تو اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔

(الفتاویٰ الہندیہ،ج:۱،ص:۲۱۲)

۳:...... جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہاں پڑھ سکتا ہے، لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں، تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہر گیا، تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے، اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ الہندیہ،ج:۱،ص:۲۱۲)

۴:...... اگر کوئی شخص جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جا کر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا، تو اس سے اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ،ج:۱،ص:۲۱۲)

اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں قضاء کا حکم اور طریقہ:

۱:......اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں اس کی قضاء کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے، صرف اس دن کی قضاء واجب ہوگی، تمام دنوں کی قضاء واجب نہیں۔ اور اس ایک دن کی قضاء کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضاء کی نیت سے اعتکاف کرلیں، اور اگر اس رمضان میں وقت باقی نہ ہو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے، اور اگلے رمضان میں قضاء کرے تو بھی قضاء صحیح ہو جائے گی، لیکن زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، اس لئے جلد از جلد قضاء کرلینی چاہئے۔

۲:......اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں، بلکہ عشرہ اخیر کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جاسکتا ہے، اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی، لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے، تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرہ اخیر کا ثواب اپنی رحمت سے عطاء فرمادیں، اس لئے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کی عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں، لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے، تو یہ بھی جائز ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، اس دن باہر چلا جائے اور اگلے دن سے بہ نیت نفل پھر اعتکاف شروع کردے۔

۳:...... ایک دن کے اعتکاف کی قضاء کا طریقہ اگرچہ فقہاء نے صاف صاف نہیں لکھا، لیکن قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو، تو صرف دن کی قضاء واجب ہوگی، یعنی قضاء کے لئے صبح صادق سے پہلے داخل ہو روزہ رکھے اور اسی روز شام کو غروب آفتاب کے وقت نکل آئے اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضاء کرے یعنی شام کو اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ (کیونکہ یہ اعتکاف واجب ہے)۔(ردالمحتار،ج:۲،ص:۴۴۴-۴۴۵)

عورتوں کا اعتکاف:

۱:......اعتکاف کی فضیلت صرف مردوں کے لئے خاص نہیں، بلکہ عورتیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں، لیکن عورتوں کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان کا اعتکاف گھر ہی میں ہوسکتا ہے، اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لئے بنائی ہوئی ہو، اسی جگہ اعتکاف میں بیٹھ جائیں اور اگر پہلے سے گھر میں ایسی مخصوص جگہ نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنالیں، اور اس میں اعتکاف کرلیں۔(ردالمحتار،ج:۲،ص:۴۴۱)

۲:......اگر گھر میں نماز کے لئے کوئی مستقل جگہ بنی ہوئی نہ ہو اور کسی وجہ سے ایسی جگہ مستقل طور پر بنانا بھی ممکن نہ ہو تو گھر کے کسی بھی حصے کو عارضی طور پر اعتکاف کے لئے مخصوص کرکے وہاں عورت اعتکاف کرسکتی ہے۔(الفتاویٰ الہندیہ،ج:۱،ص:۲۱۱)

۳:...... اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے لئے اعتکاف کرنا جائز نہیں۔(حوالہ بالا)

لیکن شوہروں کو چاہئے کہ وہ بلاوجہ عورتوں کو اعتکاف سے محروم نہ کریں، بلکہ اجازت دے دیا کریں۔

۴:......اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کردیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کرسکتا اور اگر منع کرے گا، تو بیوی کے ذمہ اس

کی تعمیل واجب نہیں۔(ایضاً)

۵:......عورت کے اعتکاف کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض (ایام ماہواری) اور نفاس سے پاک ہو۔ لہٰذا عورتوں کو اعتکاف مسنون شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ ان دنوں میں اس کی ماہواری کی تاریخیں آنے والی تو نہیں ہیں۔ اگر تاریخیں رمضان کے آخری عشرہ میں آنے والی ہوں تو مسنون اعتکاف نہ کرے، ہاں تاریخیں شروع ہونے سے پہلے تک نفلی اعتکاف کرسکتی ہے۔

۶:......اگر عورت نے اعتکاف شروع کردیا، پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہوگئی، تو اس پر واجب ہے کہ ماہواری شروع ہوتے ہی فوراً اعتکاف چھوڑ دے، اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے، صرف اس دن کی قضاء واجب ہوگی، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کے اعتکاف کرلے، اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضاء کرسکتی ہے اس صورت میں رمضان کا روزہ کافی ہوجائے گا، لیکن اگر پاک ہونے پر رمضان ختم ہوجائے تو رمضان کے بعد کسی دن خاص طور پر اعتکاف ہی کے لئے روزہ رکھ کر ایک دن کے اعتکاف کی قضاء کرلے۔(حاشیہ بہشتی زیور، ج:۳،ص:۱۶)

۷:......عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لئے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے، وہاں سے شرعی ضرورت کے بغیر ہٹنا جائز نہیں، وہاں سے اٹھ کر گھر کے اور حصے میں بھی نہیں جا سکتی، اگر جائے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

۸:......عورت کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ سے ہٹنے کے وہی احکام ہیں، جو مردوں کے ہیں، جن ضروریات کے لئے عورتوں کا بھی اپنی اعتکاف والی جگہ سے ہٹنا جائز ہے اور جن کاموں کے لئے مردوں کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں، ان کے لئے عورتوں کو بھی اپنی جگہ سے ہٹنا جائز نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان تمام مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں جو پیچھے بیان کئے گئے ہیں۔

۹:......عورتیں اعتکاف کے دوران اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سینے پرونے کا کام کرسکتی ہیں، مگر خود اُٹھ کر نہ جائیں نیز بہتر یہ ہے کہ اعتکاف کے دوران پوری توجہ تلاوت، ذکر، تسبیحات اور عبادت کی طرف رہے، دوسرے کاموں میں زیادہ وقت صرف نہ کریں۔

(بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۱۱۷)

☆☆......................☆☆

مرکزی قائدین کے تبلیغی پروگرام

قصور.... (مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ڈسٹرک بارایسوی ایشن قصور میں ۱۰؍مارچ بادشاہی مسجد کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں معرکۃ الآرا خطاب ہوا۔ بارروم کے صدر چوہدری مرزا نسیم الحسن اور وکلاء کرام کی کثیر تعداد نے استقبال کیا، اسمبلیوں میں ہونے والی کاوشوں اور عدالتوں میں وکلاء کی خدمات کو سراہا۔ ۲۵ سیٹ کتب کے مولانا کے ہاتھوں سے وکلا کو تقسیم کئے گئے۔ قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت، مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی نے غرض وغایت، وکیل ختم نبوت مفتی خالد محمود نے مولانا کو مائیک پر خطاب کی دعوت دی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد انوارالتوحید قصور میں حاجی شبیر احمد مغل، میاں محمد معصوم انصاری، مولانا سیّد زبیر شاہ ہمدانی کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت اور حافظ ابوبکر اور حافظ افتخار احمد فخر کی نعت ہوئی۔ مولانا عبدالرزاق نے نقابت جبکہ بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا۔ شاہین ختم نبوت نے جامعہ عبداللہ بن عباس میں آرام کیا۔ قصور شہر للیانی چوک کا پرانا نام تبدیل کرکے بلدیہ چیئرمین کے نوٹیفکیشن پر نیا نام ''ختم نبوت چوک'' کا بورڈ آویزاں کردیا گیا۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور اور جنرل سیکریٹری جناب میاں محمد معصوم انصاری کی خصوصی کاوش سے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کی محنت رنگ لائی۔ اس موقع پر قاری مشتاق احمد رحیمی، میاں محمد معصوم انصاری، حاجی شبیر احمد مغل، قاری محمد اسلم رحیمی، مولانا مظہر شجاع آبادی، محمد امین، مولانا سیّد زبیر شاہ ہمدانی، قاری سیف اللہ رحیمی، مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی کے علاوہ دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین اور ورکر موجود تھے مٹھائی تقسیم کی گئی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی اپیل پر بلدیہ چوک سے لے کر جامع مسجد نور تک ضلع قصور کے مدارس اور ختم نبوت کے علماء کرام وکارکنان نے قرآن مجید کی تلاوت سڑکوں پر کرکے قندوز کے طلبا کے ساتھ اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کیا۔ یہ پروگرام گیارہ بجے سے ایک بجے تک قاری مشتاق احمد رحیمی کی دعا سے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ ۱۴؍شعبان یکم مئی کو تحصیل کوٹ رادھا کشن ضلع قصور جامع مسجد قبا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ قاری محمد اکرم کی تلاوت، مولانا آصف عزیزی کی نعت، حافظ ابوبکر کی نظم، حافظ عمر فاروق کی بھی نعت ہوئی۔ بیانات مبلغ ختم نبوت ضلع قصور مولانا عبدالرزاق، وکیل ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سیرت النبی کے پہلوؤں پر گفتگو فرمائی اور ساتھ ہی مرزا غلام قادیانی کا آپریشن کیا۔ مولانا محمود الحسن نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی وضاحت کی۔ کوٹ رادھا کشن کے علماء نے دروس، دعوت نامہ اور پینا فلیکس اور سپیکر کے ذریعہ خوب محنت کی۔ مولانا محمود الحسن، مولانا عبیداللہ، مولانا عبدالحق نے رات دن ایک کردیا، کانفرنس مثالی کامیاب ہوئی۔ مولانا عبدالغنی صوبائی راہنما جمعیت علماء اسلام نے صدارتی کلمات ارشاد فرمائے اور دعا بھی کرائی۔ چوہدری خالد محمود، حافظ امتیاز، میاں برادران نے کھانے سے مجمع کی تواضع کی۔

شبِ قدر

برکت والی رات

افضال ریحان

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ سلامتی والی ہے یہ رات طلوع فجر تک۔'' (القدر)

قرآن میں ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے:

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرہ)

سورۂ دخان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''انا نزلنه فی لیلة القدر مبرکة''... ہم نے اس (قرآن) کو برکت والی رات نازل کیا ہے...

امام زہریؒ لکھتے ہیں: ''شب قدر عزت و عظمت والی رات ہے۔''

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا: (حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت خرقیل اور حضرت یوشع علیہم الصلوٰۃ والسلام) جو اسی اسی سال تک اللہ کی عبادت میں یوں مشغول رہے کہ پل جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حیرت ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۂ قدر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس سے بھی افضل چیز عطا فرمادی ہے۔ بیہقی کی ایک طویل روایت یوں ہے:

''جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ فرشتوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر اتر جائیں، چنانچہ وہ اترتے ہیں اور ان کے پاس ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ بیت اللہ کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں۔ جبریلؑ کے سو بازوؤں میں سے دو ایسے ہیں جنہیں وہ شب قدر ہی کو پھیلاتے ہیں جو مشرق و مغرب تک محیط ہو جاتے ہیں۔ فرشتے اس رات عبادت گزاروں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں میں آمین کہتے ہیں اور طلوع فجر پر جب جبریل انہیں روانگی کا حکم دیتے ہیں تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ جواب ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظر رحمت سے دیکھ کر ان سب کو اسی رات میں معاف کر دیا ہے سوائے چار آدمیوں کے، صحابہ کرامؓ کے استفسار پر پیغمبر خدا نے ان چاروں کی وضاحت فرمائی: (۱) شراب نوش، (۲) والدین کا نافرمان، (۲) رشتہ توڑنے والا، (۳) کینہ رکھنے والا۔''

اس بابرکت رات کی فضیلت میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہے لیکن اختلاف یہ ہے کہ یہ رات کون سی ہے؟ اس کے متعلق پچاس کے قریب مختلف اقوال وارد ہوئے ہیں لیکن علما کی بہت بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ یہ رمضان کی آخری طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے اور غالب رائے یہی ہے کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے لیکن امت کا ذوق شوق قائم رکھنے کے لئے اسے قدرے الجھاؤ میں رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں ذخیرہ احادیث میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں۔'' (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ: ''شب قدر رمضان کی ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے۔''

حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا گیا کہ آپ یہ کس بنا پر فرماتے ہیں؟

جواب دیا: ''میں یہ بات اس نشانی کی بنا پر کہتا ہوں، جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح جب سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع (تیز) نہیں ہوتی۔''

حضرت ابو ذرؓ نے واضح فرمایا کہ اصحاب رسولؐ میں سے بہت سے حضرات کو اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرمایا۔

ایک روایت کے مطابق صرف ایک موقع پر اس میں استثنا ہوا جسے آپ نے شوال کے پہلے عشرہ میں پورا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری رمضان میں پورے بیس دن معتکف رہے۔

بخاری و مسلم و مسند احمد کی روایات میں لیلۃ القدر کی اہمیت یوں بیان کی گئی ہے:

''جو شخص شب قدر میں ایمان، احتساب اور اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوگئے۔''

''شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے جو شخص ان میں اجر کی طلب لئے کھڑا رہا، اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔''

یہاں یہ واضح رہے کہ ہزار مہینوں سے مراد محض ۸۳ سال ۴ مہینے نہیں ہیں بلکہ عربی قاعدے کے مطابق یہ کثیر تعداد کا تصور دلانے کے لئے ہے۔ شب قدر کی تلاش میں ہمارے مردوں کے مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج تو ہے لیکن خواتین کو گھروں تک محدود سمجھا جاتا ہے جبکہ بخاری و مسلم کی متفقہ روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

''ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واعتکف معہ بعض نسائہ''

ترجمہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بعض عورتوں نے بھی اعتکاف کیا۔''

شب قدر کی خاص دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ شب قدر کون سی رات ہے، مجھے بتلایئے کہ میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگوں؟ آپ ؐ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

''اللّٰھم انک عفو کریم تحب العفوا فاعف عنی۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے مجھے بھی معاف فرمادے۔''

☆☆..........☆☆

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

سیّد ابرار علی

رمضان وہ مبارک و مقدس مہینہ ہے جس میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے پورے کے پورے کھل جاتے ہیں، جس طرح رمضان المبارک پورے سال میں افضل ترین مہینہ ہے اسی طرح اس ماہ مبارک کا آخری عشرہ پہلے دونوں عشروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس فضیلت کی ایک بڑی وجہ اس میں ''لیلۃ القدر'' کا ہونا ہے۔ یہ رات بڑی برکتوں اور رحمتوں کی رات ہے۔ بندہ اگر اس کی جستجو میں کامیاب ہوجائے تو اس ایک رات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وہ اتنی منزلیں طے کرسکتا ہے جتنی ہزاروں راتوں میں بھی طے نہیں کرسکتا۔ شب قدر کی فضیلت قرآن کریم نے ایک مکمل سورۃ میں بیان کی ہے:

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے لئے) اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔'' (سورۂ قدر)

اس سورۃ کا شان نزول امام سیوطیؒ نے ''لباب النقول'' میں یہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ کرامؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا:

علمائے امت کی بڑی اکثریت یہ رائے رکھتی ہے کہ رمضان کی آخری دس تاریخوں میں سے کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے۔ یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں، حدیث کی معتبر روایات سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ بعض روایات میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی رمضان کی آخری دس تاریخوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ غالباً کسی رات کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی لئے نہیں کیا گیا کہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں، ان کی طلب اور ہمت بڑھے اور وہ اس ماہ کی آخری راتیں اس کی طلب میں قیام و عبادت اور دعا، مناجات میں گزاریں اور کسی ایک رات پر اکتفا نہ کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل بھی اسی بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہے کہ:

''جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور شب بیداری کرتے تھے اور اپنے گھر کے لوگوں یعنی اہل و عیال کو بھی جگا دیتے تھے۔'' (بخاری و مسلم)

احادیث نبوی میں اس رات میں قیام کرنے (عبادت کے لئے کھڑے رہنے) کی بڑی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور اللہ سے اجر کی خاطر عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے۔'' (بخاری، مسلم عن ابی ہریرہؓ)

اور مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے، جو شخص ان کے اجر کی طلب میں عبادت کے لئے کھڑا رہا اللہ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا۔'' (شعب الایمان بیہقی، اسوۂ رسول اکرمؐ، ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر مجھے شب قدر کا پتا چل جائے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''یہ دعا کرو کہ: یا اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند کرتے ہیں، پس مجھے معاف کردیجئے۔''

وہ شخص بہت ہی کم نصیب ہوگا جو رمضان کے بابرکت مہینے میں اپنے اخروی سفر کے لئے اپنے توشے میں اضافہ نہ کرے، اس مہینے میں معمولی محنت اور مجاہدے سے بہت کچھ مل سکتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت محض بہانہ تلاش کرتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس بابرکت رات میں اپنے تمام کاموں سے فارغ ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جانا چاہئے۔ غور کیجئے دنیاوی کاروبار کے لئے تو ہم رات رات بھر جاگنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور اگر ہماری ڈیوٹی ہی رات کی ہو تو ہر قیمت پر جاگ کر اپنی ملازمت کی ذمہ داری ہم پوری کرتے ہیں اور چند سکوں کی خاطر ہم اپنی نیند قربان کردیتے ہیں تو اس بیش قیمت برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں والی رات کو پانے کی ذرا جدوجہد کیوں نہیں کرسکتے؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم یہ دنیاوی کام شروع رمضان میں یا رمضان سے پہلے کریں۔ پچھلے سال رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ جو اس دنیا میں تھے مگر آج وہ اس وقت دنیا میں نہیں رہے، اس لئے یہ مبارک مہینہ اس طرح گزاریں، یہ سوچ کر گزاریں کہ خدا جانے اگلے رمضان تک زندگی باقی رہے گی بھی یا نہیں؟ اگلا رمضان المبارک اور اس کا آخری عشرہ آخری عشرے کی یہ مبارک راتیں نصیب ہوں گی یا نہیں؟

☆☆.........☆☆

مولانا قاری محمد عبداللہ کی وفات

جامع مسجد حاجی محمد اشرفؒ غلہ منڈی بہاولپور کے خطیب مولانا قاری محمد عبداللہ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق یکم مئی کو دل کی حرکت بند ہونے سے رحلت فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف نے قرآن پاک حفظ جامعہ خیر المدارس ملتان میں امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ سے کیا اور ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ چک نمبر ۱۰۸ ڈی بی منڈی یزمان سے مولانا حافظ نصرت اللہ کے قائم کردہ مدرسہ سے حاصل کی اور ۱۹۸۰ء میں دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا، جہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد عبید اللہ اشرفیؒ، مولانا عبدالرحمن اشرفیؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے درسِ حدیث لیا۔

اصلاحی تعلق حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے رہا۔ فراغت کے بعد مختلف مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور تقریباً ربع صدی (۲۵ سال) غلہ منڈی بہاولپور کی تاریخی مسجد کے امام وخطیب رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کاز اور مشن سے والہانہ تعلق رکھتے تھے اور ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی سے گہرے مراسم تھے۔ مرحوم کی عدم موجودگی میں مولانا ساقی ان کی نیابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک اور فقیر منش انسان تھے۔ شب برأت کے موقع پر رات کا قیام اور اگلے دن کا روزہ رکھا، گھر سے مدرسہ، مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور وقت موعود آن پہنچا۔ ذکر واذکار، تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اسی دن آپ کی نماز جنازہ پہلے بہاولپور میں ادا کی گئی اور امامت کے فرائض آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا لطف اللہ نے دیئے اور دوسری نماز جنازہ آبائی علاقہ چک نمبر ۱۰۸ ڈی بی منڈی یزمان میں ادا کی گئی۔ دوسری نماز جنازہ آپ کے والد محترم مولانا محمد دین مدظلہ نے پڑھائی اور انہیں آبائی علاقہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عید الفطر

انعام واکرام کا دن

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

ہر قوم کی کوئی نہ کوئی عید یا تہوار ہوتا ہے، عیسائیوں کی عید کا دن کرسمس ہے اور یہودیوں کی عید کا دن وہ ہے، جس دن ان کو فرعون سے آزادی ملی، اس دن کو انہوں نے عید کا دن بنالیا، ہندوؤں میں ہولی، دیوالی، آتش پرست اور مجوسیوں کی عید نو روز اور مہرجان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) عنایت فرمائی ہیں، جن کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا“ (متفق علیہ)

ترجمہ: ”ہر قوم کے لئے عید (کا دن) ہے اور یہ ہماری عید ہے۔“

ان دونوں عیدوں میں اللہ تعالیٰ نے خاص عنایات اور انعامات رکھے ہیں، جن کی برکت سے مسلمانوں کو خاص خوشی نصیب ہوتی ہے، ان دونوں عیدوں میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکم کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس لئے دوسری اقوام کی عیدوں اور تہواروں سے بالکل مختلف ہے۔

عید الفطر رمضان کے روزوں کے حکم پورا کرنے کی خوشی میں ہے اور عید الاضحیٰ قربانی کا حکم پورا کرنے کی خوشی میں ہے، ان دونوں خوشیوں کے موقع پر بھی اللہ کا حکم نماز شکرانہ وصدقہ اور قربانی سے بجالایا جاتا ہے نہ کہ غیر مسلموں کی طرح کہ وہ اپنی عید (تہوار) کی خوشی میں شرابیں پیتے ہیں، عیاشیاں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرکے اس کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، جبکہ مسلمان نماز شکرانہ (نماز عید) کا دوگانہ ادا کرکے اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کے حقدار ٹھہرتے ہیں، جیسا کہ عید کے خطبہ میں امام اپنے مقتدیوں کو یاددہانی کرواتا ہے:

”فاعلموا ان یومکم ھذا یوم عید لله علیکم فیه عوائد الاحسان، ورجاء نیل الدرجات والعفو والغفران“

ترجمہ: ”اے لوگو! جان لو یہ دن تمہارا عید کا دن ہے جو اللہ کی طرف سے تم پر عنایت کیا گیا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا لوٹ کر آنا ہے اور بلندئ درجات کی امید نیز درگزر اور مغفرت کی امید دلانا ہے۔“

عید کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”دنیا کی ہر قوم تہوار رکھتی ہے اور اپنی امکانی حد تک اسے شاندار طریقے سے مناتی ہے جیسے پارسیوں میں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ہیں، عیسائیوں میں کرسمس بڑا دن منایا جاتا ہے، ہندوؤں میں ہولی، دیوالی وغیرہ وغیرہ، تہوار آئے دن منائے جاتے ہیں، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے تہوار عنایت فرمائے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اقوام عالم میں تہوار اور عید کے معنی رنگ رلیاں منانے یا اپنی قومیت کے مستحکم کرنے یا کسی مقتدا شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام میں عید اور تہوار کے معنی اجتماعی طور پر خدا کو یاد کرنے، اس کی طرف رجوع کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کے نام پر غریبوں کی مدد کرنے کے ہیں، تاکہ اجتماعیت عامہ کا ظہور عادت اور عبادت دونوں میں ہوجائے۔“ (خطبات حکیم الاسلام)

اقوام عالم اپنے اپنے تہوار اور عیدیں منا کر کسی خاص واقعہ یا کسی خاص شخصیت کے ساتھ عقیدت و

نماز عید کی ترکیب

نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے امام کی اقتدا میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے، پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے، باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتدا میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)

محبت کا اظہار کرکے اس ہی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرتی ہیں کہ آج کا دن ہمارے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مسلمان بھی اپنی عیدین (تہوار) کا دن منا کر اپنے مالک حقیقی اور احکم الحاکمین کی عظمت و رفعت کا اظہار کرنے کے لئے اپنی عبدیت اور بندگی کے روپ میں ان دنوں (عیدین) کو مناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو انعامات اور احسانات کئے ہوئے ہیں ان کے شکرانہ میں تہوار مناتا ہے۔

عید کی وجہ تسمیہ

علماء نے عید کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”عید“ دراصل عاد یعود سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے لوٹ کر آنا، چونکہ عید کے ذریعہ بندہ پر اللہ کی طرف سے احسانات اور انعامات عود (لوٹ کر) کر بار بار آتے ہیں، اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔

بعض علماء کے نزدیک عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ ہر سال یہ نئی خوشی لے کر آتی ہے، عید الفطر کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی بھی نعمتوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی، جن چیزوں کی ممانعت تھی دوبارہ ان نعمتوں کی خوشی لوٹ کر آجاتی ہے، پورا رمضان صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک جو جو پابندیاں (کھانے پینے کی) عائد تھیں عید الفطر کے ذریعے وہ تمام پابندیاں اور بندشیں کھول دی جاتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے، اس لئے اس کو عید الفطر کہتے ہیں۔

عید الفطر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور انعامات میں سے ایک خاص انعام ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کامیابی کی نوید سناتا ہے، جیسے فرمایا:

”قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ“ (سورۃ الاعلیٰ)

ترجمہ: ”بے شک کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کیا (گناہوں سے پاک ہوا) اور اپنے رب کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔“

دراصل یہ خوشخبری روزہ داروں کے لئے ہے، اس لئے کہ روزہ داروں نے اللہ کے حکم کو پورا کیا (روزہ کے ذریعے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کیا) روزہ رکھا، نمازیں پڑھیں اور اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان کئے رکھا، جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی نوید سنائی۔

عید کے دن کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عید الفطر کا دن جب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں پر فرشتوں کے ساتھ فخر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں: ”اے فرشتو! کیا بدلہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے کام کو پورا کیا ہو؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کو پورا پورا اجر و ثواب دے دیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میرے بندوں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا ہے پھر مجھے پکارتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے نکلے (مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے) قسم ہے مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنے کرم اور علوِ شان کی میں ان کی دعا کو ضرور قبول کروں گا، پس اپنے بندوں سے خطاب فرماتے ہیں کہ: لوٹ جاؤ تم تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کردی اور تمہاری سیئات کو حسنات یعنی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندے بخشے بخشائے واپس لوٹتے ہیں۔“ (بیہقی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر پکارتے ہیں: اے مسلمانو! چلو تم رب کریم کی طرف جو احسان کرتا ہے بھلائی کے ساتھ، پھر اس پر بہت ثواب دیتا ہے، یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے پھر خود ہی ثواب عنایت فرماتا ہے، تم نے روزے رکھے اور رات کو قیام کیا یعنی تراویح پڑھی، پس تم انعام حاصل کرو، پھر جب تم نماز پڑھ چکتے ہو تو منادی پکارتا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ، بے شک تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے، پس لوٹو تم اپنے گھروں کو کامیاب ہو کر پس وہ یوم الجائزہ ہے اور اس دن کا نام آسمان میں یوم الجائزہ (بدلہ اور انعام کا دن) رکھا جاتا ہے۔“ (جمع الفوائد)

حقیقی عید کس کی ہے؟

عید دراصل خوشی منانے کو کہتے ہیں، یعنی خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”عید اس کی نہیں ہے جو نئے کپڑے پہن لے عید تو اس کی ہے جو وعید (خوف) سے پناہ میں رہے۔“

آج کل ہم عید سمجھتے ہی اسی کو ہیں کہ اچھے کپڑے پہن لئے جائیں، نئے جوتے، نئی گھڑی اور نئی ٹوپی پہن لی جائے اور اپنے آپ کو خوشبو سے معطر کرلیا جائے، حقیقتاً عید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کا لباس نصیب ہوجائے، دنیا کی خوشبو جو نقلی خوشبو ہے کی بجائے جنت کی حقیقی خوشبو نصیب ہوجائے، دنیا کے نئے اور خوبصورت لباس کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا لباس بھی نصیب ہوئے۔ ☆☆☆

مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا تین روزہ دورہ اندرونِ سندھ

خبروں پر ایک نظر

رپورٹ: قاری عبداللہ فیض

نواب شاہ ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد تین روزہ دورہ پر نواب شاہ و مضافات میں تشریف لائے۔ بروز ہفتہ ۷/اپریل ۲۰۱۸ء بعد نماز عصر جامعہ عزیزیہ حسینیہ روڈ میں بیان کیا، بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس دریا خان مری میں خطاب کیا۔ رات مدرسہ عربیہ انوارالہدیٰ حمادیہ جاناری میں قیام کیا۔

بروز اتوار ۸/اپریل صبح بھائی عبداللہ رند اور دیگر ساتھیوں سے ان کے گاؤں میں ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد پھلل شہر میں مسجد ختم نبوت کے پلاٹ پر دعا کرائی اور جامعہ مخزن العلوم پھلل شہر میں علماء و طلباء سے بیان کیا۔ بعد نماز ظہر جامع صدیقیہ مسجد بھریا روڈ میں خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء مدرسہ عربیہ محمدیہ پڑعیدن میں جلسہ ختم نبوت میں خطاب کیا اور مولانا تجمل حسین نے بھی بیان کیا۔ رات جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور میں قیام کیا۔

بروز پیر ۹/اپریل صبح جامعہ کے علماء و طلباء سے خطاب کیا۔ اس کے بعد دوپہر کھرڑاہ میں جامعہ شمس العلوم میں جلسہ تقریب ختم بخاری شریف سے خطاب کیا۔ اس کے بعد جامعہ حقانیہ دوڑ میں قاری جمیل احمد اور مولوی محمد امجد سے ملاقات ہوئی، مدرسہ نورالہدیٰ محمدیہ عباسی واڑ میں نور احمد عباسی اور اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز عصر جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں درس ہوا، بعد نماز عشاء مدینہ مسجد منو آباد میں درس ہوا، اور رات کو مدرسہ اسلامیہ رشیدیہ غریب آباد میں سالانہ عظمت قرآن جلسہ سے مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا تجمل حسین نے خطاب کیا۔

اللہ پاک ان تمام پروگراموں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

ختم نبوت کانفرنس دریا خان مری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ دریا خان مری کے زیر اہتمام بروز ہفتہ ۷/اپریل ۲۰۱۸ء بعد نماز مغرب ''ختم نبوۃ کانفرنس'' منعقد ہوئی، کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت قاری محمد حسن مورو جو نے کی، نگرانی قاری نیاز احمد خاصخیلی نے کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری عبدالحق مری اور قاری مسعود احمد مری نے ادا کئے۔ تلاوت کلام اللہ کی سعادت قاری عبدالماجد خاصخیلی نے حاصل کی جبکہ نذیر احمد شر اور عبدالباسط سومرو نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا امجد، مولوی منیر احمد موروجو، مبلغ ختم نبوت نواب شاہ مولانا تجمل حسین، مولانا عبدالرحمٰن ڈنگراج اور آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا اور حاضرین میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اللہ پاک اس پروگرام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور جن ساتھیوں نے اس کانفرنس کے لئے محنت کی، تعاون کیا، شرکت کی ان تمام ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ذکر مصطفیٰ کانفرنس نواب شاہ

نواب شاہ ختم نبوت کے یونٹ اویس قرنی میں سالانہ پروگرام ذکر مصطفیٰ کانفرنس کے عنوان سے بروز ہفتہ ۲۱/اپریل ۲۰۱۸ء کو منعقد ہوا۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا حکیم عبدالستار بھٹی نے کی، نگرانی مولانا محمد یٰسین بھٹی نے کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض غلام نبی گل سومرو نے ادا کئے، سندھ کے مشہور نعت خواں حاجی امداداللہ پھلپوٹو نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ کانفرنس بعد نماز مغرب تا رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس سے مولانا محمودالحسن جوگی، مولانا عبدالغفور بھٹو، مبلغ ختم نبوت مولانا تجمل حسین، مرشدالموحدین حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی (پیر شریف) کا خصوصی خطاب ہوا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا بھی خطاب ہوا، اس موقع پر مدرسہ کے طلباء کی دستار بندی بھی کرائی گئی۔

اللہ پاک اس پروگرام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

درسِ ختم نبوۃ مدینہ مسجد سکرنڈ

بروز ہفتہ ۲۱/اپریل بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد مدینہ سکرنڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا خصوصی درس ختم نبوت ہوا اور مبلغ ختم نبوت نواب شاہ مولانا تجمل حسین بھی ساتھ تھے۔ جماعت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

اللہ پاک اس پروگرام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

☆☆..........................☆☆

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چناب نگر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ہر سال شعبان المعظم کی چھٹیوں میں ختم نبوت کورس منعقد ہوتا ہے۔ امسال یہ کورس ۲۱ر اپریل سے شروع ہوکر ۱۲ر مئی کو اختتام پذیر ہوا۔ کورس میں خوردونوش کے لئے مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا محمد خبیب پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مولانا ساقی اور مولانا محمد اقبال نے پہلے چندرہ دن خدمات سرانجام دیں، بقیہ ایام مولانا خبیب احمد اور مولانا محمد قاسم سیوطی نے سنبھالے۔ کورس کے عمومی انتظامات مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی سیادت وسرگرمی میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا غلام مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ تعلیم وتعلم کے فرائض ملک عزیز کے نامور علماء کرام نے سرانجام دیئے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء، امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، ''ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض'' پر لیکچر دیئے۔ قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول جو ختم نبوت پر مشتمل ہے، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول مدظلہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پڑھائی۔ قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم مولانا غلام رسول، مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے پڑھائی، جلد سوم مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی اور دوسرے رفقاء نے مل کر پڑھائی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ دعوت و ارشاد کے انچارج مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ سیالکوٹ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے عیسائی عقائد پر، بشارات اور دوسرے عیسائی مسلمان اختلافات پر لیکچر دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے ۳۰ر اپریل عشاء کے بعد مختلف عنوانات پر خطاب کیا اور شرکاء کورس کے سوالات کے جوابات دیئے۔ معروف خطیب مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ نے ۲۸ر اپریل کو ظہر کے بعد خطاب فرمایا، معروف دینی اسکالر، کالم نویس، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، معروف اسکالر جناب محمد متین خالد، مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی اور دیگر علماء کرام نے وقتاً فوقتاً عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، رفع ونزول مسیح علیہ السلام، کذبات مرزا قادیانی، حجیت حدیث اور دیگر اہم مسائل پر خطاب فرماتے رہے۔ امسال کورس میں ۸۸۹ حضرات نے داخلہ لیا۔ قادیانی شبہات کے جوابات پر سہ جلد سبقاً پڑھائی گئیں۔ کورس کو رونق بخشنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے امیر مولانا قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی، مولانا ارشد اعظم کراچی اور دیگر بہت سے علماء کرام تشریف لے آئے۔ اختتامی تقریب سے داعی الی اللہ مولانا محمد طارق جمیل مدظلہ خصوصی طور پر تشریف لائے اور شرکاء کورس سے مخاطب ہوئے۔ اختتامی تقریب ۱۲ر مئی بروز ہفتہ منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں نے فرمائی جبکہ مہمانانِ خصوصی مولانا ڈاکٹر شاہد اویس، میاں رضوان نفیس، قاری مشتاق احمد رحیمی، میاں محمد معصوم انصاری قصور، مولانا عبیداللہ ارشد، مولانا خالد محمود، قاری سعید احمد لاہور، ملک خلیل احمد چنیوٹ، حضرت خاکوانی صاحب مدظلہ کے خلیفہ پیر محمد صفدر ہنجوانہ تھے۔ مستقل اساتذہ کرام میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا رضوان عزیز، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد انور اوکاڑوی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے مستقل لیکچر دیئے۔ تمام شرکاء کو ہزاروں روپے کی کتب اور اعزازی سندات پیش کی گئیں۔ امتحان میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو نقد انعامات اور مزید کتب سے بھی نوازا گیا۔ کورس کی اختتامی تقریب میں امسال پہلی مرتبہ مولانا محمد طارق جمیل تشریف لائے اور انہوں نے عقیدہ ختم نبوت پر شاندار خطاب بھی فرمایا اور مولانا نے فرمایا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام اور کام سے بچپن سے واقف ہوں۔ میرے والد محترم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے ممدوحین اور معتقدین میں سے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ بارہا ہمارے آبائی علاقہ میں تشریف لائے۔ مولانا نے فرمایا کہ جب کانفرنس چنیوٹ میں ہوتی تھی تو ایک سال میں نے سہ روزہ کے لئے تشکیل چنیوٹ میں کرائی۔ ان دنوں مولانا اللہ وسایا مدظلہ جوان ہوا کرتے تھے اور بہت ہی جذباتی گفتگو کرتے تھے۔ میں نے مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا تاج محمودؒ اور دیگر کئی ایک حضرات کو پہلی مرتبہ چنیوٹ میں سنا اور آج چناب نگر میں آکر خوشی محسوس ہوئی اور یہ احساس ہوا کہ چناب نگر نہیں بلکہ اللہ وسایا نگر ہے۔ مولانا محمد طارق جمیل نے مولانا اللہ وسایا اور ان کے رفقاء کو کورس کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کیا۔ کورس مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۲۳)

حافظ عبیداللہ

جواب نمبر 1...... یہودی اور عیسائی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کے برحق ہونے پر متفق ہیں ، اختلاف صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہے ، یہودی انہیں نبی نہیں مانتے اور عیسائی انہیں نبی برحق مانتے ہیں، یعنی عیسائیوں کے نبی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان سے پہلے انبیاء بھی ان کے نبی ہیں، لہٰذا اگر عیسائیوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کسی بھی نبی یا بعض انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہو تو حدیث کی بات سچی ہوگئی کیونکہ وہ بھی ان کے نبی ہیں، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے یہ الفاظ کہے:

”جو شخص کہتا ہے کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے وہ تاریخ کا انکار کرتا ہے اور اسے ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کے بہت سے انبیاء کو رد کرنا پڑے گا کیونکہ ان میں ایسے نبی آئے ہیں جو کتاب نہیں لائے۔“(انوار خلافت،انوار العلوم جلد3،صفحہ 123)

یہاں یہودیوں اور عیسائیوں کے ”بہت سے انبیاء“ کا ذکر ہوا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ صرف عیسائیوں کے بھی بہت سے نبی ہیں؟ یقیناً یہاں یہودیوں اور عیسائیوں کے مشترکہ تمام انبیاء کی بات ہو رہی ہے، یہی مفہوم ہے حدیث شریف کا وہاں ان تمام انبیاء کی بات ہو رہی ہے جنہیں یہودی وعیسائی انبیاء مانتے ہیں ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے والے انبیاء بھی شامل ہیں۔

جواب نمبر 2......اگر مرزائی استدلال صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر یہ حدیث شریف تو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں کیونکہ روئے زمین پر کوئی قبر کہیں موجود ہی نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں اور عیسائیوں نے اسے سجدہ گاہ بنایا ہو، بلکہ عیسائی تو اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر جو موت آئی وہ صرف تین دن کے لئے تھی اس کے بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے، تو جب وہ ان کے جسم کے زمین میں مدفون ہونے کے قائل ہی نہیں ہیں تو ان کی قبر کو سجدہ گاہ بنانا کیسا؟!

جواب نمبر 3...... مرزا قادیانی نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر (کشمیر) میں ہے، کیا دنیا کا کوئی قادیانی ثابت کر سکتا ہے کہ اس قبر کو کبھی عیسائیوں نے سجدہ گاہ بنایا ہو؟ بلکہ عیسائی تو اس قبر کو حضرت عیسیٰ کی قبر ہی نہیں مانتے، تو اگر اس حدیث شریف کی رو سے ضروری تھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کی قبر کو سجدہ گاہ بناتے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ثابت ہوا کہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ مدفون ہیں، مرزائیوں کو چاہئے کہ وہ نئے سرے سے تحقیق کریں کہ حضرت عیسیٰ کی وہ قبر کہاں ہے جسے عیسائیوں نے سجدہ گاہ بنایا؟ ممکن ہے کوئی قادیانی یہ کہہ دے (بلکہ ایک دفعہ ہمارے سامنے ایک قادیانی نے یہ کہا بھی) کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی قبر کو سجدہ گاہ بنایا ہے، کیونکہ وہ اس جگہ اپنی عبادت کرتے ہیں جہاں ان کے عقیدہ کے مطابق صلیب پر فوت ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ کو تین دن تک دفن کیا گیا تھا، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم مسلمان تو اس عیسائی دعوے کو سرے سے جھوٹا سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی صلیب پر موت ہوئی تھی اور انہیں تین دن تک کسی قبر میں دفن کیا گیا، لیکن خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے کہ ان کی صلیب پر موت نہیں ہوئی تھی، اور ظاہر ہے قبر تو مردہ کی ہوتی ہے زندہ کی نہیں لہٰذا اگر مرزائی عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو واقعہ صلیب کے بعد واقعی تین دن تک کہیں دفن کیا گیا تھا تو اس جگہ کو قبر ہرگز نہیں کہہ سکتے، قبر تو وہی ہوگی جہاں حضرت عیسیٰ وفات کے بعد دفن ہوں گے (یا مرزائی عقیدہ کے مطابق دفن ہیں، یعنی کشمیر میں) اور یہ ناممکن ہے کہ حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبر کا ذکر فرمایا ہو جس میں عیسائیوں کے بقول حضرت عیسیٰ کو تین دن تک دفن کیا گیا تھا کیونکہ خود باقرار مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ تو اس وقت زندہ تھے، حدیث شریف میں ”حقیقی“ قبروں کا ذکر ہے نہ کہ ایسی قبروں کا جن کے اندر کوئی زندہ ہوں یا جن کے اندر کوئی جسم مدفون ہی نہ ہو۔

الغرض! یہود ونصاریٰ کا ان تمام نبیوں میں سے جن کو وہ دونوں نبی مانتے ہیں بعض کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینا حدیث شریف کی صداقت کے لئے کافی ہے۔

(جاری ہے)

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب

عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی

دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام

قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت

ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عَالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ذیلی دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی

فون +92-21-32780337

فیکس +92-21-32780340